حیلہ اسقاط کے شرعی احکام



مؤلف

مفتی محمد داؤد رضوی

صدر مدرس وخطیب جامعہ محمدیہ فتح جنگ



ادارہ تحقیقات اہلسنت فتح جنگ

بسم اللہ الرّحمن الرّحیم

حیلہ اسقاط کے شرعی احکام

مؤلف مفتی محمد داؤد رضوی
صدر مدرس و خطیب جامعہ محمدیہ فتح جنگ

ادارہ تحقیقات اہلسنت فتح جنگ

کتاب کا نام حیلہ اسقاط کے شرعی احکام

مؤلف مفتی محمد داؤد رضوی

نظر ثانی مولانا امجد علی باغ فردوسی

کمپوزنگ محمد احمد رضا (فتح جنگ)

پروف ریڈنگ محمد نعمان شوکت قادری، قاری عبدالرحمن قادری صاحب

سن اشاعت شعبان المعظم ۱۴۴۰ھ اپریل ۲۰۱۹ء

ناشر ادارہ تحقیقات اہل سنت

خصوصی تعاون برائے طباعت مولانا محمد عادل خطیب اعظم ہمک

ملنے کے پتے

مکتبہ فروغ عشق مصطفی تھانہ روڈ فتح جنگ

احمد بک کارپوریشن اقبال روڈ کمیٹی چوک راولپنڈی

اسلامک بک کارپوریشن اقبال روڈ کمیٹی چوک راولپنڈی

مکتبہ غوثیہ کمیٹی چوک راولپنڈی

سیالوی پبلی کیشنز غزنی سٹریٹ اردو بازار لاہور

نظامیہ کتاب گھر زبیدہ سنٹر ۴۰ اردو بازار لاہور

مکتبہ النوریہ الرضویہ لاہور

مولانا حافظ محمد عرفان قادری صاحب 0308-8557725



وجہ تالیف

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمدللہ رب العالمین و العاقبۃ للمتقین و الصلوۃ و السلام علی سیدنا محمد خاتم الانبیاء و المرسلین و علی اٰلہ و اصحابہ اجمعین الی یوم الدین

اما بعد ! عبادات محض بدنی ہوں جیسے نماز ، روزہ ، اعتکاف ، تلاوت قرآن مجید اور دیگر ذکر و اذکار وغیرہ یا محض مالی ہوں جیسے زکوۃ وغیرہ یا عبادات مرکبہ ہوں جیسے حج وغیرہ ان تمام عبادات کا ثواب علماء اہل سنت حضرات فقہاء احناف رحمہم اللہ کے نزدیک دوسرے مسلمانوں کو پہنچانا جائز و درست و عظیم کار خیر ہے کثیر احادیث مبارکہ بھی اسی پر دال ہیں حضرت سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے سأل رسول اللہ ﷺ بابی انت وامی یارسول اللہ انا نتصدّق عن موتانا ونحجّ (عنھم) وندعوالھم فھل یصل ذلک الیھم ؟ فقال نعم انہ لیصل الیھم ویفرحون بہ کمایفرح احدکم بالطبق اذا اھدی الیہ . رواہ ابوحفص العکبری. آپ نے رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں سوال کیا میرے ماں باپ آپ پر فدا ہوں یا رسول اللہ (صلی اللہ علیک و بارک وسلم) ہم اپنے مردوں کی طرف سے صدقہ دیتے ہیں اور ان کی طرف سے حج کرتے

ہیں اور ان کے لئے دعا کرتے ہیں کیا یہ سب چیزیں ان کو پہنچتی ہیں (ان کا ثواب) تو آپ علیہ السلام نے فرمایا جی ہاں وہ ان کو ضرور پہنچتی ہیں اور وہ اس سے اس طرح خوش ہوتے ہیں جس طرح تم میں سے ایک آدمی خوش ہوتا ہے جب اس کے پاس طباق بطور (ہدیہ) کے پیش کیا جاتا ہے ۔

الکلام علی و صول القرأة للمیت للمقدسی ، المتوفی ٦٧٦ھ ، الفصل الرابع واللفظ له ، صفحه ٧٨ ، دارالکتب العلمیه بیروت ۔

اللباب فی بین السنة والکتاب للحزرجی ، المتوفی ٦٨٦ھ ، باب یصل ثواب القرآن ، صفحه ٣٣٠ ، دارالعلم بیروت ۔

نفحات النسمات فی وصول اهداء الثواب للاموات لابی العباس السروجی المتوفی ٧١٠ھ ، صفحه ٢٩١ ، دارالاثریه بیروت ۔

عمدة القاری ، کتاب الوضوء ، رقم الباب (٥٥) ، جلد ٣ ، صفحه ١٧٧ ، المکتبة الحقانیه پشاور ۔

تبیین الحقائق ، کتاب الحج ، باب الحج عن الغیر ، جلد ٢ ، صفحه ٣٢٠ ، مکتبه محمدیه آباسین روڈ چمن ۔

مراقی الفلاح مع حاشیة الطحطاوی ، فصل فی زیارة القبور ، جلد ٢ ، صفحه ٢٧٦ ، قاسم پبلی کیشنز کراچی ۔

علامہ محمد بن پیر علی برکلی رحمۃ اللہ علیہ متوفی ٩٨٠ھ تحریر فرماتے ہیں اعلم اوّلا ان العبادة ثلاثة اقسام مالیة محضة کالصدقة و مرکّبة کالحج والجهاد و بدنیة محضة کقرأة القرآن والتهلیل والتسبیح والدعاء والتحمید و نحوها فاتفق اهل السنة والجماعة علی انّه یجوز هبة الثواب الاولی للمیت وینتفع بها وکذا الدعاء من الثالثة و امّا الثانیة فکذا عند الاکثرین و امّا ما عدا الدعاء من الثالثة فاختلفوا

فیه فعند مالک والشافعی رحمہما لا یصل ثوابه الی المیت والمختار عندنا انه یصل کالاولین وبه قال الامام احمد رحمہ اللہ ۔

ذکر کردہ عبارت کا خلاصہ یہ ہے کہ اہل سنت وجماعت کے نزدیک بالاتفاق مالی عبادات کا ایصال ثواب جائز ہے اور یہ ثواب میت تک پہنچتا بھی ہے اور اس کو اس سے نفع بھی حاصل ہوتا ہے اور بدنی عبادات میں سے دعا اور مرکب عبادت کا ثواب بھی اکثر علماء کے نزدیک پہنچانا جائز ہے اور فقہاء احناف کے مختار مذہب میں اور امام احمد رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک بدنی عبادات کا بھی ایصال ثواب جائز و درست ہے اور بدنی عبادات میں سے دعا کے ماسوا میں امام شافعی و امام مالک رحمہما کا اختلاف ہے ۔

جلاء القلوب ، صفحه ۴۱ ، دارالکتب العلمیه بیروت ۔

بفضلہ تعالی مسلک حقہ اہل سنت و جماعت کے جملہ عقائد و نظریات اور معمولات پر قرآن و سنت کی نصوص اور حضرات ائمہ مجتہدین ، فقہاء اسلام و مسلمین ، اکابرین امت کے ارشادات عالیہ ناطق و شاہد ہیں اسی وجہ سے جملہ فرقہائے باطلہ ضالہ ، مضلّہ عقائد اہل سنت و معمولات اہل سنت و جماعت پر قاطع و واضح دلائل و براہین ہونے کی وجہ سے انگشت بدندان اور حیران و سر گردان ہیں اور اپنے اختراعی باطل اصولوں کے پیش نظر آئے روز مسلمانان اہل سنت پر کفر و شرک ، بدعتی کے فتوے لگانے کی مذموم کوشش کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ محفل میلاد و عرس ، گیارہویں ، ایصال ثواب کے طریقے ، حیلہ اسقاط اور نماز جنازہ کے بعد دعائے مغفرت وغیرہ سب بدعات

ہیں کیونکہ یہ سارے کے سارے کام رسول اللہ ﷺ اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے زمانہ میں نہیں تھے لہذا بدعت و حرام ہوئے (کما ظھر من کتبھم وافواھھم) حالانکہ ان کا یہ اصول کہ جو کام رسول اللہ ﷺ کے زمانہ میں نہیں تھا وہ بدعت و حرام ہے محض اختراعی اور ان کی جہالت و ضلالت پر مبنی ہے کیونکہ نبی کریم ﷺ نے کئی ایسے امور ترک فرمائے جو کہ فی نفسہ جائز اور مستحسن تھے کہ کہیں امت پر فرض و لازم نہ ہو جائیں جیسا کہ اس حدیث شریف سے واضح ہو رہا ہے ۔ ام المؤمنین سیدہ عائشہ الصدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کان رسول اللہ ﷺ لیدع العمل وھو یحب ان یعمل بہ خشیۃ ان یعمل بہ الناس فیفرض علیھم ۔ رسول اللہ ﷺ کسی کام کو کرنا پسند کرتے تھے لیکن اس خدشہ سے نہ کرتے تھے کہ (آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام کو دیکھ کر) صحابہ بھی وہ کام کرنے لگیں گے تو وہ کام ان پر فرض ہو جائے گا ۔

صحیح بخاری ، باب تحریض النبی ﷺ ، رقم الحدیث ۱۰۷۶ ۔

سنن ابی داؤد ، باب صلوۃ الضحی ، رقم الحدیث ۱۲۹۵ ۔

اسی طرح علامہ سعد الدین تفتازانی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں و من الجھلۃ من یجعل کل امر لم یکن فی زمن الصحابۃ بدعۃ مذمومۃ وان لم یقم دلیل علی قبحہ۔ بعض جاہل لوگ ایسے ہیں کہ وہ ہر ایسے کام کو جو صحابہ کرام کے زمانہ میں نہیں تھا اس کو بدعت مذمومہ قرار دیتے ہیں اگرچہ اس کے برا ہونے پر کوئی دلیل قائم نہ ہو ۔

شرح المقاصد ، جلد ۲ ، صفحہ ۲۷۱ ، دارالمعارف النعمانیہ ۔

لہذا حیلہ اسقاط اور دیگر معمولات اہل سنت و جماعت کو بعض نام کے حنفی کہلانے والے وہابیہ دیابنہ کا ان کے اس اختراعی اصول کے پیش نظر بدعت سمجھنا ان کی حماقت و جہالت اور ضلالت ہے رسالہ ہذا چونکہ فقیر کے پاس حیلہ اسقاط کے متعلق آئے ہوئے چند سوالات کے جوابات میں تحریر کیا گیا جس کا مقصد یہ بتانا ہے کہ حیلہ اسقاط کا صحیح طریقہ کیا ہے ؟ اس کی شرائط کیا ہیں کن کن احکام و عبادات کے لئے فدیہ و کفارۂ حیلہ اسقاط میں دیا جائے گا ؟ حیلہ کے دوران کون لوگ بیٹھ سکتے ہیں اور کون نہیں ؟ اور حیلہ اسقاط کی رقم کس کو دی جائے گی اور مروّجہ حیلہ میں کیا مفاسد و خرابیاں ہیں جن کی وجہ سے اغیار کو انگشت نمائی کا موقع ملتا ہے ؟ اور ضد میں آ کر وہ نفس حیلہ کا انکار کر جاتے ہیں بلکہ جس طرح اور کئی مسائل میں فقہاء احناف سے اعتزال اختیار کئے ہوئے ہیں اسی طرح مسئلہ اسقاط میں بھی وہ فقہ حنفی سے منحرف اور جادۂ حق سے کوسوں دور ہیں ۔ ان تمام وجوہات کی بنا پر فقیر رضوی عفی عنہ نے ان سوالات کے اپنی بساط کے مطابق جوابات دینے کی کوشش کی ہے اللہ رب العزت کی بارگاہ میں دعا ہے کہ اپنے حبیب نبی مکرم ﷺ کے توسل سے احقر العباد کی یہ ادنی سی کوشش کو شرف قبولیت عطا فرمائے اور ہم کو یہود و نصاریٰ کے ہر فتنہ و سازش سے محفوظ فرما کر نبی پاک ﷺ کی حقیقی غلامی نصیب فرمائے ۔

آمین بجاہ طٰہٰ و یاسین وصلی اللہ تعالٰی علی حبیبہ سیدنا محمد

وعلی اٰلہ واصحابہ اجمعین

فقیر حافظ محمد داؤد رضوی عفی عنہ (بُرج ، فتح جنگ ، اٹک)

خادم التدریس والافتاء بالجامعۃ المحمدیہ (فتح جنگ)

شعبان المعظم ، ۱۴۴۰ھ ، اپریل ۲۰۱۹ء

نوٹ ۔ اہل علم سے گزارش ہے کہ رسالہ ہذا میں کوئی قابل اصلاح بات نظر آئے تو فقیر کو ضرور مطلع فرما دیں تا کہ آئندہ طباعت میں اس کی اصلاح کر دی جائے ۔ والسلام مع الاکرام (شکریہ)

حیلہ اسقاط کے متعلق چند سوالات

ان مسائل کے متعلق علماء دین و مفتیان شرع متین کیا ارشاد فرماتے ہیں ۔

(۱) کیا قرآن و سنت اور فقہ میں حیلہ شرعیہ کا کہیں ثبوت ہے یا نہیں ؟ اگر ہے تو دلائل شرعیہ سے ثبوت پیش فرمائیں ؟

(۲) حیلہ اسقاط سے کیا مراد ہے ؟ اور حیلہ اسقاط کب ضروری ہے اور کب مستحب ؟ نیز حیلہ اسقاط کی میت کیلئے وصیت کرنا ضروری ہے ؟

(۳) کن کن عبادات کیلئے حیلہ اسقاط کیا جائے گا ؟ کیا میت کی طرف سے نماز پڑھی جا سکتی ہے ؟ اور روزہ وغیرہ رکھا جا سکتا ہے ؟ نماز اور روزہ وغیرہ کے فدیہ کی مقدار کتنی ہے ؟

(۴) جس شخص کی طرف سے حیلہ اسقاط کیا جائے گا کیا اس کی عمر کا حساب لگانا ضروری ہو گا ؟ حیلہ اسقاط کرنے کا طریقہ کیا ہے ؟

(۵) حیلہ اسقاط کے دوران میں کونسے کونسے لوگ بیٹھ سکتے ہیں ؟ کیا تین دفعہ دوران قرآن کافی ہوتا ہے ؟

(۶) حیلہ اسقاط کے دوران میں قرآن مجید رکھنے کی شرعی حیثیت کیا ہے ؟

(۷) حیلہ اسقاط کے فدیہ کی رقم کس کس شخص کو دی جا سکتی ہے ؟ مسجد و مدرسہ وغیرہ میں یہ فدیہ لگ سکتا ہے ؟ نیز حیلہ اسقاط کے لیے کونسے دعائیہ کلمات منقول ہیں وہ تحریر فرما دیں ؟

تمام سوالات کے جوابات دلائل شرعیہ کی روشنی میں تحریر فرما کر عنداللہ ماجور ہوں۔

سائل حافظ محمد عزیز (باہتر فتح جنگ)۔

حیلہ شرعیہ کے ثبوت میں پانچ دلائل شرعیہ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الجواب بعون الملک الوہاب اللّٰھم ھدایۃ الحق و الصواب حامداً و مصلیاً و مسلّماً اما بعد!

قرآن و سنت اور فقہ شریف سے حیلہ شرعیہ کا ثبوت اظہر من الشمس ہے۔ حیلہ شرعیہ کے متعلق دلائل ذکر کرنے سے پہلے اس کا لغوی و شرعی مفہوم جاننا از حد ضروری ہے تاکہ ذکر کردہ سوالات کے جوابات سمجھنے میں آسانی ہو۔ حیلہ کا لغوی معنی ہے کسی چیز کا بدل جانا ، تبدیل ہو جانا وغیرہ علامہ بدرالدین محمود بن احمد عینی قدس سرہ القوی متوفی ۸۵۵ھ حیلہ کا اصطلاحی

مفہوم ذکر کرتے ہوئے لکھتے ہیں ۔ وھی مایتوصل به الی المقصود بطریق خفی .حیلہ ایک ایسی چیز ہے کہ جس کے ذریعے (انسان) خفیہ طریقے کے ساتھ (اپنے) مقصود تک پہنچ جائے ۔

عمدة القاری ، کتاب الحیل ، جلد ۲۴ ، صفحہ ۱۶۳ ، المکتبتہ الحقانیہ پشاور ۔

اور علامہ زین الدین بن ابراہیم المعروف با بن نجیم حنفی قدس سرہ القوی متوفی ۹۷۰ھ حیلہ کی شرعی تعریف کرتے ہوئے رقمطراز ہیں وھی الحذق فی تدبیر الامور و ھی تقلیب الفکر حتی یھتدی الی المقصود . حیلہ امور (شرعیہ) میں ایسی نظر و فکر کرنا تاکہ مقصود تک پہنچا جا سکے ۔

الاشباہ والنظائر مع شرح الحموی ، الفن الخامس الحیل ، جلد ۲ ، صفحہ ۶۲۹ ، ادارة القرآن والعلوم الاسلامیہ کراچی ۔

المصباح المنیر ، صفحہ ۱۵۷ ، دارالھجرة ایران ۔

ذکر کردہ اقوال سے واضح ہوا کہ مقصود تک پہنچنے کی خفیہ تدبیر کا نام شرعی حیلہ ہے اور اس پر قرآن و سنت کی کثیر نصوص ناطق و شاہد ہیں یہاں پر اختصاراً چند ایک ذکر کی جاتی ہیں ۔

الدلیل الاول : حضرت سیدنا ایوب علیہ السلام جب بیمار تھے تو آپ کی زوجہ آپ علیہ السلام کی خدمت کرتی تھیں اس دوران انہوں نے ایک دن خدمت اقدس میں حاضری سے تاخیر کر دی یا انہوں نے آپ کے دو مینڈھے دو روٹیوں کے عوض فروخت کر دیئے اس بنا پر حضرت ایوب علیہ السلام نے ان کو سو کوڑے مارنے کی قسم اٹھا لی ۔ کما فی

التفسير المظهري تحت الآية خُذْ بِيَدِكَ ضِغْثًا الآية، جلد ۲، صفحہ ۳۶، المكتبة الحقانية بشاور۔

تو اللہ تعالیٰ نے آپ کو اس سے برأت کے لیے حیلہ شرعیہ کی تعلیم ارشاد فرمائی جیسا کہ ارشاد باری تعالیٰ ہے وَخُذْ بِيَدِكَ ضِغْثًا فَاضْرِبْ بِهِ وَلَا تَحْنَثْ (سورۃ ص، آیت نمبر ۴۴) اور فرمایا کہ اپنے ہاتھ میں ایک جھاڑو لے کر اس سے مار دے اور قسم نہ توڑ۔ (کنز الایمان) اس آیہ کریمہ میں رب تبارک و تعالیٰ نے حضرت ایوب علیہ السلام کو حیلہ شرعیہ کی تعلیم دی جس کا حکم اب بھی باقی ہے۔ کما قال جماعۃ المفسرین امام علاؤ الدین علی بن محمد خازن علیہ الرحمۃ متوفی ۷۴۱ھ لکھتے ہیں وهل ذلك لأيوب خاصة أو لا؟ فيه قولان أحدهما أنه عام وبه قال ابن عباس وعطاء بن أبي رباح والثاني أنه خاص بأيوب قاله مجاهد ـــــــــ وقال أبو حنيفة والشافعي إذا ضربه ضربة واحدة فأصابه كل سوط على حدة فقد بر واحتجوا بعموم الآية۔

کیا یہ حیلہ حضرت ایوب علیہ السلام کے لیے خاص تھا یا نہیں؟ اس میں دو قول ہیں حضرت ابن عباس و حضرت عطا بن ابی رباح رضی اللہ عنہم کا قول ہے کہ (یہ حکم) عام ہے اور دوسرا قول ہے کہ یہ حضرت ایوب علیہ السلام کے ساتھ خاص تھا (جیسا کہ) حضرت مجاہد رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا ـــــــــ حضرت امام ابو حنیفہ و امام شافعی رحمہما اللہ نے فرمایا کہ جب حضرت ایوب علیہ السلام نے جب انہیں (جھاڑو کی) ایک ضرب لگائی تو انہیں ہر کوڑا علیحدہ علیحدہ لگا تو اس سے آپ کی قسم پوری ہو گئی ان حضرات نے آیت کے عموم سے استدلال کیا ہے۔

تفسیر لباب التاویل فی معانی التنزیل ، المعروف بہ تفسیر خازن تحت الآیۃ المذکورۃ ، جلد ٣ ، صفحہ ٣٦ ، المکتبۃ الحقانیہ پشاور۔

بعینہ یہی بات جمال الدین ابو الفرج عبدالرحمن بن علی المعروف بہ محدث ابن جوزی رحمۃ اللہ علیہ متوفی ٥٩٧ھ نے لکھی ہے۔

تفسیر زاد المسیر فی علم التفسیر تحت الآیۃ المذکورۃ ، صفحہ ٤٤٤ ، جلد ٣ ، مطبوعہ المکتبۃ الحقانیہ پشاور۔

علامہ ابو البرکات احمد بن محمد نسفی رحمۃ اللہ علیہ متوفی ٧١٠ھ اور امام ابو عبداللہ محمد بن عمر المعروف بہ فخرالدین رازی قدس سرہ السامی متوفی ٦٠٦ھ لکھتے ہیں (وھذا الرخصۃ باقیۃ) یہ رخصت (والا حکم اب بھی) باقی ہے۔

تفسیر مدارک التنزیل تحت الآیۃ المذکورۃ ج ٣ ص ٣٦ مطبوعہ پشاور۔

مفاتیح الغیب المعروف بہ تفسیر کبیر ، صفحہ ٢١٢ ، جلد ٩ ، مطبوعہ مکتبہ رشیدیہ کوئٹہ۔

بلکہ اس آیہ کریمہ کے پیش نظر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے خود دو مجرموں کو جھاڑو کے ساتھ سزا دی جیسا کہ تفسیر قرطبی و کبیر میں اسی مقام پر مرقوم ہے۔ دیکھیے

تفسیر احکام القرآن للقرطبی تحت الآیۃ المذکورۃ ، صفحہ ١٨٣ ، جلد ٨ ، دار الحدیث قاہرہ ۔ تفسیر کبیر ، جلد ٩ ، صفحہ ٢١٢ ، مطبوعہ کوئٹہ۔

اجلہ مفسرین کرام کی بیان کردہ تفاسیر سے روز روشن کی طرح عیاں ہوا کہ رب تعالیٰ نے اس آیت کریمہ میں حضرت ایوب علیہ السلام کو حیلہ شرعیہ کی تعلیم ارشاد فرمائی اور حیلہ شرعیہ کا یہ حکم صرف ان ہی کے ساتھ خاص نہیں تھا بلکہ یہ حکم قیامت تک کے لیے جاری و ساری ہے اور یہ اس کے جواز کی

بیّن دلیل ہے جسکے انکار کی کسی بھی ذی عقل کیلئے کوئی گنجائش نہیں۔ بلکہ علامہ سید احمد بن محمد حموی مصری حنفی متوفی ۱۰۹۸ھ نے لکھا ہے کہ حضرت امام محمد بن حسن شیبانی رحمۃ اللہ علیہ نے اس آیت مبارکہ سے حیلہ شرعیہ کے جواز پر استنباط کیا ہے اور عام مشائخ کا یہی نظریہ ہے کہ یہ آیت منسوخ نہیں ہے آپ لکھتے ہیں قولہ ! قال اللہ تعالی (وخذ بیدک ضغثا فاضرب بہ ولا تحنث)ھذا تعلیم المخلّص لایوب ؑ عن یمینہ التی حلف لیضربنّ امرأتہ مائۃ عود و قد تعلق محمد بھذہ الایۃ فی مسائل الحیل و الخصاف لم یتعلق بھا فی حیلۃ . قیل ! لان حکمھا منسوخ و عامۃ المشائخ علی انّ لیس بمنسوخ الخ غمز عیون البسائر۔

الفنّ الخامس الحیل ، جلد ۲ ، صفحہ ۶۲۹ ، ۶۳۰ مطبوعہ کراچی۔

الدلیل الثانی : حیلہ شرعیہ کے جواز و اثبات پر حضرت یوسف علیہ السلام کا عمل مبارک برہان قوی ہے جب آپ علیہ السلام مصر میں منصب بادشاہت پر متمکن تھے تو قحط سالی کے زمانہ میں آپ کے بھائی کنعان سے غلہ لینے کے لیے تشریف لائے تو آپ نے اپنے سگے بھائی حضرت بنیامین کو اپنے پاس رکھنے کے لیے سرکاری پیمانہ ان کے غلہ والی بوری میں رکھ دیا یا رکھوا دیا اور انہیں اپنے پاس ٹھہرانے کی تدبیر و حیلہ کیا۔ کما فی

تفسیر احکام القرآن للقرطبی ، سورۃ یوسف ، تحت رقم ۷۰ ، جلد ۵ ، صفحہ ۲۰۷ ، دارالحدیث قاہرہ۔

جسکا ذکر کرتے ہوئے رب تبارک و تعالی نے ارشاد فرمایا کَذٰلِکَ کِدْنَا لِیُوسُفَ

مَا کَانَ لِیَاْخُذَ اَخَاهُ فِیْ دِیْنِ الْمَلِکِ اِلَّآ اَنْ یَّشَآءَ اللّٰہُ الایۃ (سورۃ یوسف آیت نمبر ۷۶) ۔ ہم نے یوسف کو یہی تدبیر بتائی بادشاہی قانون میں اسے نہیں پہنچتا تھا کہ اپنے بھائی کو لے لے مگر یہ کہ خدا چاہے (کنزالایمان)

اس آیت مبارکہ میں اللہ تبارک و تعالیٰ نے حضرت یوسف علیہ السلام کو اپنے بھائی کو اپنے پاس رکھنے کا حیلہ سکھایا جس سے ائمہ تفاسیر نے استدلال کرتے ہوئے حیلہ شرعیہ کا جواز پیش فرمایا ۔ علامہ ابو الفرج عبدالرحمٰن بن علی قدس سرہ القوی متوفی ۵۵۷ھ آیت کریمہ کا معنی بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں

فیه اربعة اقوال احدها : کذالک صنعنا له قاله الضحاک عن ابن عباس والثانی : احتلنا له . والکید الحیلة قاله ابن قتیبه الخ ۔

(کدنا) کے معنی میں چار اقوال ہیں ۔ (۱) اسی طرح ہم نے اس کے لیے بنا دیا ۔ یہ معنی ضحاک نے حضرت ابن عباس سے بیان کیا ہے ۔

(۲) ہم نے اسے حیلہ سکھایا ۔ کید یہاں پر حیلہ کے معنی میں ہے ابن قتیبہ نے یہی معنی بیان کیا ہے ۔

تفسیر زاد المیسر تحت الایۃ المذکورۃ ، جلد ۲ ، صفحہ ۴۵۹ ، مکتبۃ حقانیہ پشاور

علامہ اسماعیل حقی حنفی قدس سرہ القوی متوفی ۱۱۳۷ھ اس آیت مبارکہ کی تفسیر میں لکھتے ہیں قال فی (بحر العلوم) وحکم هذا الکید الحیل الشرعیة التی یتوصل بها الی مصالح و منافع دینیه کقوله لایوب (وخذ بیدک ضغثا) (سورۃ ص ، آیت ۴۴) لیتخلص من جلدها ولا یحنث وکقول ابراهیم هی اختی لتسلم

من يد الکافر و ما الشرائع کلها الا مصالح و طرق الی التخلص من الوقوع فی المفاسد و قد علم اللہ فی ھذہ الحیلۃ التی لقنہا یوسفَ مصالح عظیمۃ فجعلھا سلّما و ذریعۃ الیھا فکانت حسنۃ جمیلۃ و انزاحت عنھا وجوہ القبح (فقیہ ابو لیث) نے بحرالعلوم میں فرمایا کہ اس کید (تدبیر) کا حکم یہ ہے کہ حیلہ شرعیہ وہ ہے جن کے ذریعے مصالح دنیویہ اور منافع دینیہ حاصل کیے جائیں جس طرح حضرت ایوب علیہ السلام کے لیے ارشاد باری تعالی میں حیلہ کا ثبوت ہے ۔ (وخذ بیدک ضغثا) کہ اپنے ہاتھ میں جھاڑو لے تا کہ آپ زوجہ کو کوڑے بھی نہ ماریں اور آپ کی قسم بھی نہ ٹوٹے اسی طرح حضرت ابراہیم علیہ السلام کے ارشاد میں حیلہ کا ثبوت ہے ۔ (کہ آپ نے اپنی بیوی کیلیے فرمایا) ھی اختی یہ میری بہن ہے ۔ تا کہ وہ کافر بادشاہ کے ظلم سے محفوظ رہے اور تمام کی تمام شریعتیں مصلحتیں ہی مصلحتیں ہوتی ہیں ۔ اور (حیلہ) صرف اس لیے (شروع) ہوتے ہیں کہ انسان مفاسد میں واقع ہونے سے بچ جائے ۔ اور اس حیلہ میں جو اللہ تعالی نے حضرت یوسف علیہ السلام کو سکھایا اس میں بہت بڑی مصلحتیں تھیں ۔آپ نے اسے استعمال کر کے اپنے بھائی کو اپنے پاس رکھ لیا یہ حیلہ بہت بہتر ہے اور اس سے تمام خرابیاں دور ہو گئیں ۔

تفسیر روح البیان ، تحت الایۃ المذکورۃ ، جلد ۴ ، صفحہ ۳۸۵ ۔ ۳۸۶ مکتبہ رشدیہ کوئٹہ ۔

امام ابو عبداللہ محمد بن احمد قرطبی قدس سرہ القوی نے بھی اس آیت سے

استدلال کرتے ہوئے اغراض و مقاصد تک پہنچنے کے لیے حیلہ شرعیہ کو جائز قرار دیا۔

الجامع لاحکام القرآن ، تحت الآیة المذکورة ، جلد ٥ ، صفحہ ٢١٢ ، مطبوعہ دارالحدیث قاہرہ۔

علامہ اسماعیل حقی حنفی قدس سرہ القوی نے حضرت سیدنا یوسف علیہ السلام کے عمل مبارک اور دیگر دلائل سے استدلال کرتے ہوئے واضح کیا کہ دینی و دنیوی مصالح و منافع کیلیے حیلہ شرعیہ کرنا جائز و درست ہے۔ اور شریعت مطہرہ نے مفاسد سے بچنے کے لیے حیلہ کو جائز قرار دیا جس پر قرآن و سنت کی نصوص ناطق ہیں لہذا حیلہ شرعیہ اختیار کرنے میں کوئی ممانعت نہیں۔

الدلیل الثالث : نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت بلال رضی اللہ عنہ کو سود سے بچنے کے لیے حیلہ شرعیہ کی تعلیم دی دیکھئے وعن ابی سعید قال: جاء بلال الی النبی ﷺ بتمر برنی فقال له النبی ﷺ من این ھذا؟ قال کان عندنا تمر ردیئ فبعت منه صاعین بصاع: فقال اوه. عین الربا. عین الربا. لا تفعل ولکن اذا اردت ان تشتری فبع التمر ببیع اخر ثم اشتربه (متفق علیہ) حضرت ابو سعید رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضرت بلال رضی اللہ عنہ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں بُرنی کھجوریں پیش کیں تو آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا یہ کہاں سے لائے ہو تو آپ نے عرض کی کہ ہمارے پاس کچھ ردی کھجوریں تھیں وہ دو صاع دے کر اس کے بدلے ایک صاع عمدہ کھجوریں خرید لی ہیں تو آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا یہ تو عین

سود ہے ایسا نہ کرو اگر تم خریدنا چاہتے ہو تو پہلے ردی کھجور کو (ایک قیمت پر) بیچ دو پھر اس کی قیمت سے عمدہ کھجور خرید لو۔

الجامع الصحیح للبخاری ، رقم الحدیث ۲۳۱۲ ۔ الصحیح للمسلم ، رقم الحدیث ۱۵۹۳ ۔ مشکوۃ المصابیح واللفظ لہ ، صفحہ ۲۵۰ ، رقم الحدیث ۲۶۸۷ ، مطبوعہ مکتبہ رحمانیہ لاہور ۔

اس حدیث پاک کی شرح کرتے ہوئے ملا علی قاری رحمہ الباری متوفی ۱۰۱۴ ھ لکھتے ہیں وھذا الحدیث کالذی قبلہ صریح فی جواز الحیلۃ فی الربا قال بہ ابو حنیفۃ والشافعی رحمہما اللہ . اس حدیث میں گذشتہ حدیث کی طرح ربا (سود سے بچنے) میں حیلہ کے جواز میں تصریح ہے ۔ امام ابو حنیفہ اور امام شافعی رحمہما اللہ نے بھی یہ یہی فرمایا ہے ۔

مرقاۃ المفاتیح ، کتاب البیوع ، باب الربا ، جلد ۶ ، صفحہ ۴۹ ، مکتبہ عثمانیہ کوئٹہ ۔

اس حدیث شریف سے واضح ہوا کہ نبی پاک ﷺ نے حضرت بلال رضی اللہ عنہ کو سود سے بچنے کے لیے حیلہ شرعیہ کی تدبیر ارشاد فرمائی ۔ لہذا ثابت ہوا حیلہ من کل الوجوہ نہ تو باطل ہے اور نہ ہی ناجائز و حرام بلکہ حرام سے بچنے کے لیے ، دینی دنیوی امور میں مفاسد سے بچنے اور جائز و اچھے مقاصد تک پہنچنے کے لیے حیلہ شرعیہ جائز و درست ہے ۔

الدلیل الرابع : امام محمد بن احمد سرخسی قدس سرہ القوی متوفی ۴۸۳ھ ایک حدیث نقل کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ ایک شخص نے اپنے بھائی سے کہا کہ اگر میں تیرے ساتھ بات کروں تو میری بیوی کو تین طلاقیں ہیں پھر پریشان ہوا تو آپ علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوا تو آپ علیہ السلام نے فرمایا طلقھا

واحدۃ فاذا انقضت عدتہا فکلم اخاک ثم تنزوجہا ۔ تو اپنی بیوی کو ایک طلاق دے دے پھر جب اس کی عدت گزر جائے تو تو اپنے بھائی سے بات کرلے پھر اس کے (بعد دوبارہ) اپنی بیوی سے نکاح کرے ۔ امام سرخسی علیہ الرحمۃ اس حدیث شریف کو ذکر کرنے کے بعد لکھتے ہیں ۔

وھذا تعلیم الحیلۃ والاثار فیہ کثیرۃ من تامل احکام الشرع وجد المعاملات کلہا بہذہ الصفۃ ۔ یہ حیلہ کی تعلیم تھی اور حیلہ کے سلسلہ میں بہت سے آثار ہیں ۔ اور جو شخص احکام شرعیہ میں غور و فکر کرے گا تو تمام کے معاملات اسی حیلہ والی صفت کے ساتھ پائے گا ۔

المبسوط ، کتاب الحیل ، جلد ۳۰ ، صفحہ ۲۰۹ ، دارالمعرفۃ بیروت ۔

اس سے معلوم ہوا کہ معاملات میں بھی حیلہ کرنا شرعاً جائز ہے ۔

الدلیل الخامس : اب آخر میں ہم فقہ حنفی کی معتبر متداول کتاب فتاوی عالمگیری سے حیلہ کا جواز اور اس کی صورتیں اور دلیل ذکر کیے دیتے ہیں جس سے حیلہ شرعیہ کا مسئلہ مبرہن واضح ہو جائے گا ۔ علامہ نظام الدین مرتب فتاوی عالمگیری لکھتے ہیں فنقول مذہب علمائنا رحمہم اللہ تعالی ان کل حیلۃ یحتال بہا الرجل لابطال حق الغیر او لادخال شبہۃ فیہ او لتمویہ باطل فہی مکروھۃ وکل حیلۃ حیاۃ یحتال بہا الرجل لیتخلص بہا عن حرام او لیتوسل بہا الی حلال فہی حسنۃ والاصل فی جواز ھذا النوع من الحیل قول اللہ تعالی وخذ بیدک ضغثا فاضرب بہ ولا تحنث وھذا تعلیم المخرج لایوب النبی علیہ وعلی نبینا الصلوۃ والسلام عن یمینہ التی حلف لیضربن امرأتہ مائۃ عود و عامۃ

المشائخ ان حکمہا لیس بمنسوخ وھو الصحیح من المذھب کذا فی الذخیرہ ۔ پس ہم کہتے ہیں کہ ہمارے مذھب کے علماء رحمہم اللہ کے نزدیک (اصول یہ ہے کہ)(۱) ہر وہ حیلہ جس کی وجہ سے آدمی غیر کے حق کو باطل کر دے (۲)یا اس میں (بطلان) کا شبہ پیدا کر دے (۳) یا باطل سے فریب و دھوکہ دینے کے لئے کیا جائے تو وہ حیلہ مکروہ ہے ۔

(۱) اور ہر وہ حیلہ جسکی وجہ سے آدمی حرام سے بچ جائے (۲) یا اس کے ذریعے حلال تک پہنچ جائے تو وہ حیلہ اچھا (درست ہے) اور اس قسم کے حیلہ کے جواز میں اللہ تعالی کا یہ فرمان دلیل ہے ۔

(اللہ تعالی نے حضرت ایوب علیہ السلام سے فرمایا) وَخُذْ بِيَدِكَ ضِغْثًا فَاضْرِبْ بِّهٖ وَلَا تَحْنَثْ اور فرمایا کہ اپنے ہاتھ میں ایک جھاڑو لے کر اسے مار دے اور قسم نہ توڑ (کنزالایمان) اور یہ اللہ تعالی کی طرف سے حضرت ایوب علیہ السلام کو اپنی اس قسم کے کفارہ سے بچنے کی تعلیم ہے کہ آپ نے قسم کھائی تھی وہ ضرور بالضرور اپنی بیوی کو سو لاٹھیاں ماریں گے اور عام مشائخ کا یہی نظریہ ہے اس کا (حیلہ) کا حکم منسوخ نہیں ہے ۔ اور مذہب (حنفی) میں یہ ہی صحیح ہے جیسا کہ ذخیرہ میں ہے ۔

الفتاوی الھندیہ کتاب الحیل ، الفصل الاول ، جلد ۶ ، صفحہ ۳۹۰ ، مطبوعہ المکتبۃ الرشیدیہ کوئٹہ ۔ وہکذا فی **غمز عیون البصائر بتغیر قلیل ، جلد ۲ ، صفحہ ۶۲۹-۶۳۰ مطبوعہ کراچی ۔**

گزشتہ گفتگو کا ما حاصل یہ ہوا کہ قرآن و حدیث کی نصوص اور فقہ حنفی سے

ثابت ہوا کہ بلکل یہ حیلہ کرنا نا جائز و حرام نہیں ہے بلکہ جائز مقاصد ، حرام سے بچنے اور حلال تک پہنچنے کے لیے حیلہ کرنا شرعاً جائز اور درست ہے اور اسی طرح میت کی طرف سے اس کی نمازوں ، روزوں اور کفارات وغیرہ کے سلسلہ میں جو حیلہ اسقاط کیا جاتا ہے وہ بھی (معاذ اللہ) کسی حرام تک پہنچنے کی نیت سے نہیں کیا جاتا بلکہ اس میں بھی میت کی وصیت کے مطابق یا ولی اپنی طرف سے تبرّعاً نمازوں و روزوں وغیرہ میں کسی عذر کی وجہ سے یا بھول کی وجہ سے اس سے جو بھی کوتاہی ہوئی ہے یہ ہدیہ و مال وغیرہ حیلہ اسقاط کے طور پر فقراء و غربا وغیرہ کو دیتا ہے تا کہ یہ اس کی فوت شدہ نمازوں ، روزوں اور دیگر کفارات واجبہ کی ادائیگی کا کفارہ بن جائے اور اس کے ساتھ نیکی ہو جائے اور بروز محشر وہ خلاصی پا سکے اور عذاب الٰہی سے بچ سکے (سیاتی بیانہ مفصلاً ان شاء اللہ تعالی) اور اس طرح میت کے لیے حیلہ اسقاط کرنے کی اصل احادیث نبویہ علیہ الصلوٰۃ والسلام اور تمام فقہ حنفی کی معتبر کتب میں تفصیل کے ساتھ مرقوم ہے جس کا کوئی ذی شعور مسلمان حنفی کہلانے والا انکار نہیں کرسکتا ۔

حیلہ اسقاط کا شرعی مفہوم اور اس کے وجوب و استحباب کی تفصیل

جواب سوالِ دوم : حیلہ اسقاط کی وضاحت کرتے ہوئے مفتی اہلسنت مفتی احمد

یار خان علیہ الرحمۃ و الرضوان متوفی ۱۳۹۱ھ لکھتے ہیں اسقاط کے لغوی معنی ہیں گرا دینا اصطلاحی معنی یہ ہے کہ میت کے ذمہ جو احکام شرعیہ رہ گئے ہوں ان کو اس کے ذمہ سے دور کرنا چنانچہ وجیز الصراط (صفحہ فارسی مکتبہ قادریہ لاہور) میں ہے اسقاط آں چیز است کہ دور کردہ شود از ذمہ میت بہ ایں کہ میسر شود ۔ اسقاط کا فائدہ یہ ہے کہ مسلمان سے بہت سے شرعی احکام عمداً سہواً خطاً رہ جاتے ہیں جس کو وہ اپنی زندگی میں ادا نہ کر سکا اور بعد موت ان کی سزا میں گرفتار ہے اب نہ تو ادا کرنے کی طاقت ہے نہ اس سے چھوٹنے کی کوئی سبیل ۔ شریعت مطہرہ نے اس بے کسی کی حالت میں اس میت کی دستگیری کرنے کے لیے کچھ طریقے تجویز فرما دیے کہ اگر ولی میت وہ طریقہ میت کی طرف سے کر دے تو بیچارہ مردہ چھوٹ جائے اس طریقہ کا نام اسقاط ہے حقیقت میں یہ میت کی ایک طرح کی مدد ہے ۔الخ

جاء الحق مع سعید الحق ، صفحہ ٦٩٢ ، مکتبہ غوثیہ کراچی ۔

اور رہی بات حیلہ اسقاط کے وجوب و استحباب کی تو اس کی چند صورتیں ہیں جن میں میت کے احوال کو باعتبار مال و عدم مال اور وصیت و عدم وصیت کو دیکھا جاتا ہے وہ صورتیں ہم باحوالہ یہاں پر نقل کیے دیتے ہیں ۔

(۱) اگر میت مالدار ہے اور اس نے مال بھی چھوڑا اور حقوق اللہ میں فوت شدہ کیلئے اس کا ثلث مال کافی بھی ہوتا ہو تو اس صورت میں اس کے لیے

وصیت کرنا بھی ضروری اور ولی میت پر اس کی وصیت پر عمل کرنا بھی ضروری ہوتا ہے جیسا کہ فتاوی نظامیہ میں ہے حتی لوکان علیہ حق من حقوق اللہ تعالی کا الصلوۃ والزکوۃ والصوم والحج و غیرھا یجب علیہ ان یوصی لھذہ الحقوق بثلث مالہ ان یحتج الیہ .

فتاوی نظامیہ ، صفحہ ۴۵ ، مطبوعہ اشاعۃ القرآن لاہور ۔ وکذا فی **مراقی الفلاح فی اسقاط الصلوۃ ، جلد ۲ ، صفحہ ۲۹ ، کراچی ۔**

(۲) اگر میت نے بلکل مال نہ چھوڑا ہو تو اس صورت میں اس کی طرف سے حیلہ اسقاط کرنا بہتر اور جائز ہے جیسا کہ مراقی الفلاح میں ہے و ان لم یوص وتبرع عنہ ولیہ او اجنبی جاز ان شاء اللہ تعالی لان محمداً قال فی تبرع الوارث بالاطعام فی الصوم : یجزئہ انشاء اللہ تعالی من غیر جزم .

مراقی الفلاح مع حاشیہ الطحطاوی ، فصل فی اسقاط الصلوۃ والصوم ، جلد ۲ ، صفحہ ۳۰ ، قاسم پبلی کیشنز کراچی ۔

(۳) اسی طرح جب میت مال چھوڑے اور ثلث مال کی وصیت بھی کی ہے لیکن اس کا ثلث مال اس کے فوت شدہ حقوق وغیرہ کے لیے بطور فدیہ کے کفایت نہ کرتا ہو تو اس صورت میں بھی حیلہ اسقاط کرنا بہتر ہے ۔

(۴) یا میت نے مال کو چھوڑا ہے اور وصیت بھی کی ہے لیکن وہ تیسرے حصہ سے کم ہے اور وہ فوت شدہ حقوق کے لیے کافی نہیں تو اس صورت میں بھی حیلہ اسقاط کا اہتمام کرنا جائز ہے ۔

(۵) یا میت نے مال تو چھوڑا ہے لیکن فوت شدہ حقوق وغیرہ کے لیے

وصیت ہی نہیں کی تو اس صورت میں بھی وارث یا کوئی اجنبی میت کے لیے حیلہ اسقاط کا اہتمام کرے تو بھی میت کے ساتھ نیکی ہو گی اور جائز ہو گا۔ علامہ حسن بن عمار بن علی الشرنبلالی حنفی قدس سرہ القوی متوفی ۱۰۶۹ھ ان تینوں صورتوں کا ذکر کرتے ہوئے لکھتے ہیں (و ان لم یف ما اوصی بہ) المیت (عنا علیہ) او لم یکف ثلث مالہ او لم یوص بشئ واراد احد التبرع بقلیل لا یکفی . فحیلتہ لابراء ذمۃ المیت عن جمیع ما علیہ ان یدفع ذلک المقدار الیسیر بعد تقدیرہ لشئ من صیام او صلوۃ او نحوہ . ویعطیہ (للفقیر) بقصد اسقاط ما یرد عن المیت (فیسقط عن المیت بقدرہ) الخ۔

مراقی الفلاح ، جلد ۲ ، صفحہ ۳۱ ، مطبوعہ کراچی۔

کن کن عبادات کے لئے حیلہ اسقاط کیا جائے گا

جواب سوال سوم : اس سوال کے ابتدائی حصہ کا جواب گذشتہ سوال کے جواب میں جاء الحق اور فتاوی نظامیہ کی عبارات سے واضح ہو جاتا ہے کہ بندہ مومن سے جو احکام شرعیہ فرائض ہوں خواہ واجبات کسی عذر شرعی کی وجہ سے رہ گئے عمداً یا سہواً و خطا وہ ادا نہ کرسکا ان تمام عبادات و احکام شرعیہ کے لیے حیلہ اسقاط کیا جائے گا مثلاً نماز (پنجگانہ ، وتر) روزہ ، حج ، زکوۃ ، قسم ، ظہار اور قتل کا کفارہ وغیرہ۔ وہکذا فی

الفتاوی النظامیہ ، صفحہ ۴۱ ، ۴۵ ، اشاعۃ القرآن ببلی کیشنز لاہور۔

حاشیۃ الطحطاوی علی مراقی الفلاح ، فصل فی اسقاط الصلوۃ والصوم ، جلد ۲ ، صفحہ ۲۸ کراچی ۔

اور رہی بات میت کی طرف سے نماز پڑھنے اور روزہ رکھنے کی تو جائز نہیں ایک تو اس لیے کہ آپ علیہ السلام نے دوسرے کی طرف سے نماز پڑھنے اور روزہ رکھنے سے منع فرمایا اور دوسرا اس لیے کہ یہ عبادات محض بدنی ہیں جن میں نیابت جائز نہیں یعنی کوئی دوسرا آدمی اس کی طرف سے ادا نہیں کر سکتا ہاں نماز و روزہ کا ثواب دوسرے کو پہنچایا جا سکتا ہے اور نماز روزہ کا فدیہ دیا جا سکتا ہے اور صدقہ بھی دیا جا سکتا ہے جیسا کہ احادیث نبویہ علیہ السلام میں اس کی تصریح موجود ہے اب گذشتہ احکام شرعیہ کے اسقاط کی تفصیل ملاحظہ فرمائیں ۔ نماز اور روزہ کا فدیہ ایک جیسا ہے ایک مسکین کا کھانا یعنی نصف صاع (تقریباً دو کلو ۴۷ گرام) روزہ کے فدیہ کے متعلق نص قرآنی موجود ہے جبکہ نماز کا فدیہ استحساناً ثابت ہے روزہ کے فدیہ کے متعلق ارشاد باری تعالیٰ ہے وَعَلَى الَّذِينَ يُطِيقُونَهُ فِدْيَةٌ طَعَامُ مِسْكِينٍ (سورۃ البقرہ آیت نمبر ۱۸۴) اور جنہیں اس کی طاقت نہ ہو وہ بدلہ دیں ایک مسکین کا کھانا (کنز الایمان) ۔ اس آیت مبارکہ کی تفسیر کرتے ہوئے ملا احمد جیون رحمۃ اللہ علیہ متوفی ۱۱۳۰ھ لکھتے ہیں والصلوۃ نظیر الصوم بل اھم منہ فامرنا بالفدیۃ احتیاطا و رجونا القبول من اللہ تعالیٰ فضلاً ۔ اور نماز روزے کی مثل ہے بلکہ اس سے بھی اہم پس ہم نے اس میں فدیہ کا حکم احتیاطاً دیا اور رب تعالیٰ کے فضل سے (اسکی) قبولیت کی ہمیں امید ہے ۔

التفسیرات الاحمدیہ ، تحت الایۃ المذکورہ ، صفحہ ٦١ ، مکتبہ اسلامیہ کوئٹہ ۔

علامہ سید احمد طحطاوی قدس سرہ القوی متوفی ١٢٣١ھ لکھتے ہیں اعلم انہ قد ورد النص فی الصوم باسقاطہ بالفدیۃ واتفقت کلمۃ المشائخ علی ان الصلوۃ کالصوم استحساناً لکونہا اہم منہ ۔ جاننا چاہیے کہ بے شک فدیہ کے ذریعہ روزے کو ساقط کرنے کے متعلق نص وارد ہے اور تمام مشائخ کا اس بات پر اتفاق ہے کہ استحساناً نماز کا فدیہ روزے کے فدیہ کی طرح ہے اس لیے کہ نماز روزے سے اہم ہے ۔

حاشیہ الطحطاوی علی مراقی الفلاح ، فصل اسقاط الصلوۃ و الصوم ، جلد ٢ ، صفحہ ٢٨ ، مطبوعہ کراچی ۔

ان عبارات سے معلوم ہوا کہ نماز اور روزہ کا فدیہ ایک جیسا ہے لیکن وہ ہے کتنا ؟ اس بات کا تذکرہ کرتے ہوئے علامہ ابو الاخلاص حسن بن عمار الشر نبلالی المصری الحنفی متوفی ١٠٦٩ ھ لکھتے ہیں فیخرج عنہ ولیّہ من ثلث ما ترک لصوم کل یوم و لصلوۃ کل وقت حتی الوتر نصف صاع من برّ او قیمتہ . میت کی طرف سے اس کے ثلث (تہائی مال) سے ہر دن کے روزہ اور ہر دن کی نماز (پنجگانہ) اور وتر کے لیے نصف صاع گندم یا اس کی قیمت نکالے گا ۔

نور الایضاح مع امداد الفتاح ، فصل فی اسقاط الصلوۃ والصوم ، صفحہ ٤٨٤ ، مکتبہ رشدیہ کوئٹہ ۔

صاع کے متعلق صدر الشریعۃ علامہ امجد علی اعظمی قدس سرہ القوی متوفی ١٣٦٧ھ لکھتے ہیں اعلی درجہ کی تحقیق اور احتیاط یہ ہے کہ صاع کا وزن تین

سو اکاون روپے بھر ہے اور نصف صاع ایک سو پچھتر ۱۷۵ روپے اٹھنی بھر اوپر ہے ۔

بہار شریعت حصہ پنجم ج ۱ ص ۹۳۹ مکتبہ المدینہ کراچی ۔وہکذا فی **الفتاوی الرضویہ ، جلد ۱۰ ، صفحہ ۳۰۱ ، رضا فاؤنڈیشن لاہور ۔**

فقیہ ملت مفتی جلال الدین امجدی قدس سرہ القوی متوفی ۱۴۲۲ھ صاع کے متعلق لکھتے ہیں ایک سو پچھتر روپے آٹھ آنہ بھر ہوا جو انگریزی سیر سے دو سیر تین چھٹانک آٹھ آنہ بھر ہے ------ اور نئے پیمانہ سے نصف صاع گیہوں (گندم) کا وزن ۲ کلو گرام ۱۶۰\۱۳۲ ۴۶ گرام یعنی دو کلو اور تقریباً ۴۷ گرام ۔

فتاوی فیض الرسول ، جلد ۱ ، صفحہ ۵۱۰ ، شبیر برادر لاہور ۔

بقیہ احکام شرعیہ کے فدیہ کی تشریح کرتے ہوئے علامہ زین بن ابراہیم بن محمد المعروف بابن نجیم مصری حنفی قدس سرہ القوی متوفی ۹۷۰ ھ لکھتے ہیں فالحاصل ان ما کان عبادة بدنية فانّ الوصية يطعم عنه بعد موته عن كل واجب كصدقة الفطروماكان عبادة مالية كزكاة فانه يخرج عنه القدر الواجب عليه وما كان مركبا منهما كالحج فانه يحج عنه رجلا من مال الميت . حاصل کلام یہ ہے کہ (اگر میت پر لازم) عبادت بدنی ہو تو وصی میت کی وفات کے بعد ہر (مافات) واجب کی طرف سے صدقہ فطر کی مقدار (نصف صاع) کھانا کھلائے گا (مسکین وغیرہ کو) اور (اگر) عبادت مالی ہو

جیسے زکوۃ ہے تو وہ میت پر جتنی زکوۃ واجب تھی اتنی مقدار (اسکے مال سے بطور زکوۃ کے فدیہ کے) نکالے گا ۔ (اوراگر) بدنی و مالی دونیں کا مجموعہ ہو جیسے حج ہے تو میت کی طرف سے میت کے مال سے کوئی آدمی حج کرے گا ۔

البحرالرائق شرح کنزالدقائق ، کتاب الصوم ، فصل فی العوارض ، جلد ۲ ، صفحہ ۴۹۹ ، المکتبۃ الحبیبیہ کوئٹہ ۔

علامہ علاؤالدین ابو بکر بن مسعود بن احمد کاسانی قدس سرہ النورانی متوفی ۵۸۷ ھ لکھتے ہیں و هل يوخذ من تر كته ؟ ينظر ان كان لم يوص لا يؤخذ و يسقط فى حق احكام الدنيا عندنا كالزكوة والنذر . ولو تبرع عنه ورثه جاز عنه فى الاطعام والكسوة و اطعمو فى كفارة اليمين عشرة مساكين او كسوتهم و فى كفارة الظهار والافطار اطعمواستين مسكيناً ولا يجبرون عليه ولا يجوز ان يعتقوا لان التبرع بالاعتقاق عن الغير لا يصح ولا ان يصوموا عنه لانه عبادة بدنية محضة فلا تجرى فيه النيابة وقد روى عن النبى Ĉ انه قال (: لا يصوم احد عن احد ولا يصلى احد عن احد) وان كان اوصى بذلك من ثلث ماله فيطعم الوصّى فى كفارة اليمين عشرة مساكين او كسوتهم او تحرير رقبة لانه لما اوصى فيه فقد بقى ملكه فى ثلث ماله وفى كفاره القتل والظهار والافطار تحرير رقبة ان بلغ ثلث ماله قيمة الرقبة وان لم يبلغ أُطعمَ ستين مسكينا فى كفاره الظهار ولا يجب الصوم فيها وان اوصى لان الصوم نفسه لا يحتمل النيابة .

طوالت سے بچنے کے لیے ذکر کردہ عبارت کا خلاصہ (۱) اگر میت

نے وصیت کی ہو تو پھر زکوۃ و نذر وغیرہ احکام میں اس کے ثلث مال سے فدیہ دیا جائے گا وگرنہ نہیں لیا جائے گا ۔ (۲) اگر ولی میت اپنی طرف سے اس کے ساتھ احسان کرنے کے لیے کھانا کھلاتا ہے یا کپڑے دیتا ہے (کفارہ یمین وغیرہ) میں تو جائز ہے ۔ (۳) قسم کے کفارہ میں دس مسکینوں کو کھانا کھلایا جائے گا یا انہیں کپڑے دیے جائیں گے ۔ (۴) روزہ توڑنے اور ظہار کے کفارہ میں ساٹھ مساکین کو کھانا کھلایا جائے ۔ (۵) میت کی طرف سے روزہ نہیں رکھا جا سکتا کیونکہ یہ محض بدنی عبادت ہے اس میں نیابت جائز نہیں اور آپ علیہ الصلوۃ والسلام نے بھی اس سے منع فرمایا ہے (۶)اگر میت نے وصیت کی ہو اور اس کا ثلث مال غلام کی قیمت تک کو کفایت کرتا ہو تو اس صورت میں قتل ، ظہار اور روزہ توڑنے کی کفارہ میں غلام بھی آزاد کیا جائے گا وگرنہ ان میں ساٹھ مسکینوں کو کھانا کھلایا جائے گا ۔

البدائع والصنائع ، فصل فی بیان کیفیة وجوب هذا الانواع ۔ وہکذا فی **الفتاوی الرضویه ، جلد ۱۰ ، صفحه ۵۴۰-۵۴۱ رضا فاؤنڈیشن لاہور** ۔ وفی **البحرالرائق بتغیر قلیل ، کتاب الصوم ،فصل فی العوارض تحت قوله و یطعم و لیهما لکل یوم ، جلد ۲ ، صفحه ۴۹۷ ، المکتبة الحبیبیه کوئٹه**

دوسرے شخص کی طرف سے نماز اور روزہ وغیرہ ادا کرنا جائز نہیں اس سلسلہ میں احادیث نبویہ علیہ الصلوۃ والسلام میں وضاحت ملاحظہ فرمائیں عن ابن عمر عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال : من مات و علیه صیام شهر فلیطعم عنه مکان کل یوم مسکیناً ۔ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم

ﷺ نے فرمایا اگر کوئی فوت ہو جائے اور اس پر ایک مہینہ کے روزے ہوں (وہ نہ رکھ سکا) تو ہر دن کے روزہ کے بدلے اس کی طرف سے کھانا کھلایا جائے ۔

سنن الترمذی ، کتاب الصوم ، باب ما جاء فی الکفارۃ ، رقم الحدیث ۷۱۸ ، صفحہ ۲۰۱ ، دارالکتب العلمیہ بیروت ۔

اس حدیث کی سند کے متعلق امام عینی علیہ الرحمہ لکھتے ہیں قال القرطبی فی شرح الموطأ اسنادہ حسن قلت ھذا الحدیث رواہ الترمذی۔

عمدۃ القاری کتاب الصوم ، باب من مات و علیہ صوم ، جلد ۱۱ ، صفحہ ۸۳ ، المکتبۃ الحقانیہ پشاور ۔ بحوالہ ذکرہ فی الامداد الفتاح ، صفحہ ۳۸۳ ، مکتبہ رشدیہ کوئٹہ ۔

عن ابن عمر ﷺ قال لایصلین احد عن احد و لا یصومن احد عن احد ولکن ان کنت فاعلا تصدقت عنه او اهديت . حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ نہ کوئی کسی کی طرف سے نماز پڑھے اور نہ روزہ رکھے اگر کرنا ہی ہے تو اس کی طرف سے صدقہ یا ہدیہ دے دو ۔

المصنف لعبد الرزاق ، کتاب الوصایا ، الصدقہ عن المیت رقم الحدیث ۱۶۳۰۳ ، جلد ۷ ، صفحہ ۳۳۳ ، دار التاصیل بیروت لبنان ۔

عن عطا بن ابی رباح عن ابن عباس قال لا یصلی احد عن احد ولا یصوم احد عن احد و لکن یطعم عنه مکان کل یوم مدا من حنطة . حضرت عطا بن ابی رباح سے مروی ہے کہ حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ نہ کوئی کسی کی طرف نماز پڑھے اور نہ روزہ رکھے لیکن ولی

میت اس کی طرف سے ہر دن کے بدلے ایک مدّ گندم سے (مسکین کو) کھلائے (صدقہ کرے) ۔

السنن الکبریٰ ، صوم الحی عن المیت و ذکر اختلاف الناقلین ، جلد ۳ ، صفحہ ۲۵۷ رقم الحدیث ۲۹۳۰ ، مطبوعہ موسسہ الرسالہ بیروت ۔

امام احمد ابن حجر عسقلانی علیہ الرحمۃ اس حدیث کی سند کے متعلق لکھتے ہیں

روی النسائی فی الکبری باسناد صحیح ۔

تلخیص الخبیرکتاب الصیام ، جلد ۲ ، صفحہ ۲۰۹ ، دار المعرفۃ بیروت ۔

خلاصہ کلام یہ ہوا کہ عبادات بدنیہ جیسے نماز ، روزہ وغیرہ ہیں یہ کسی دوسرے کی طرف سے ادا نہیں کی جا سکتیں کیونکہ ان میں نیابت جائز نہیں لیکن ان کا ثواب کسی دوسرے مسلمان کو پہچانا شرعاً جائز و درست ہے ۔ جیسا کہ علامہ زین الدین بن ابراھیم المعروف با بن نجیم مصری قدس سرہ القوی متوفی ۹۷۰ھ آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام کے اس ارشاد پاک لا یصوم احد عن احد ولا یصلی احد عن احد کے تحت لکھتے ہیں فھو فی حق الخروج عن العھدۃ لا فی حق الثواب فان من صام او صلی او تصدق وجعل ثوابہ لغیرہ من الاموات والاحیاء جاز ویصل ثوابھا الیھم عند اھل السنہ والجماعۃ کذافی البدائع الخ . آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام کا یہ فرمان عہدہ سے بری الذمہ ہونے کے متعلق ہے نہ کہ ثواب کے حق میں کیونکہ جس شخص نے روزہ رکھا یا نماز پڑھی یا صدقہ کیا اور اس کا ثواب کسی زندہ یا فوت شدہ کو پہنچایا

تو یہ جائز ہے اور ان عبادات کا ثواب اہل سنت و جماعت کے نزدیک زندوں اور وفات یافتوں کو پہنچتا ہے ۔

البحر الرائق ، باب الحج عن الغیر ، جلد ۳ ، صفحہ ۱۰۵ ، المکتبۃ الحبیبیہ کوئٹہ ۔ وہکذا فی **رد المختار علی الدر المختار ، کتاب الصلوۃ ، مطلب فی القرأۃ للمیت ، جلد ۳ ، ص ۱۸۰ ، المکتبۃ الحقانیہ پشاور** ۔

حیلہ اسقاط میں میت کی عمر کا حساب لگانا
اور حیلہ اسقاط کا طریقہ

جواب سوالِ چہارم : جی ہاں ! حیلہ اسقاط کرنے کے لیے میت کی کل عمر کا حساب لگانا ضروری ہے اور اس کی صورت یہ ہے کہ اگر میت مرد ہے تو عدم بلوغت کے بارہ سال اس کی کل عمر سے نکالے جائیں گے اور اگر عورت ہے تو اس کی کل عمر سے نو سال عدم بلوغت کے نکال کر پھر بقیہ کل عمر میں جتنا عرصہ انہوں نے احکام شرعیہ ، فرائض ، واجبات وغیرہ کی ادائیگی نہیں کی ان کی تلافی کے لیے فدیہ دیا جائے گا جیسا کہ علامہ سید احمد طحطاوی قدس سرہ النورانی متوفی ۱۲۳۰ھ اور علامہ سید محمد امین ابن عابدین شامی قدس سرہ السامی متوفی ۱۲۵۲ھ نے اس کی تصریح کی ہے ۔ فی الدر المنتقی : انهم اذا ارادوا الاخراج عنه يحسب من عمره بغلبة الظن و يخرج منه مدة الصبا وهي اثنا عشر في الغلام و تسعة في الانثى و يخرج عنه بقدرها ان كان عنده ما يكفي والا تدفع مراراً

حاشیه الطحطاوی علی مراقی الفلاح ، فصل فی اسقاط الصلوۃ والصوم ، جلد ۲ ، صفحه ۳۱ ، قاسم پبلی کیشنز کراچی ۔

ثم يحسب سن الميت فيطرح منه اثنی عشره سنة عدة بلوغه ان كان الميت ذكراً او تسع سنين ان كان انثى ۔

مجموعه رسائل ابن عابدین ، رسالة منة الجليل ، جلد ۱ ، صفحه ۲۱۱ ، مطبوعه مکتبة محمودیه کوئٹه ۔

اور اگر میت کی کل عمر کا حتمی اور یقینی علم نہ ہو تو پھر غالب گمان کے مطابق اس کی زیادہ سے زیادہ عمر کا حساب لگا لیا جائے گا کما قال السيد ابن عابدين شامی و ان لم يعلم سنة فيقدر عمر الشخص بغلبة الظن ۔

رسائل ابن عابدین ، جلد ۱ ، صفحه ۲۱۱ ، کوئٹه ۔

رہی بات حیلہ اسقاط کرنے کے طریقے کی تو یہاں پر جاء الحق سے تھوڑے سے اضافہ کے ساتھ فقہ حنفی کی معتبر کتب کا خلاصہ ذکر کیا جاتا ہے اور آخر میں چند عربی عبارات بمع حوالہ نقل کی جائیں گی ۔

مفتی احمد یار خان نعیمی علیہ الرحمۃ لکھتے ہیں (حیلہ) اسقاط کا طریقہ یہ ہے کہ میت کی (کل) عمر معلوم کی جائے اس میں سے نو سال عورت کے لیے اور بارہ سال مرد کے لیے نا بالغی کے نکال دو اب جتنے سال (باقی) بچے ہیں ان کا حساب لگا (لو کہ) کتنی مدت تک وہ (شخص) بے نمازی یا بے روزہ رہا یا نمازی ہونے کے زمانہ میں کس قدر (کتنی) نمازیں اس کی

باقی رہ گئیں ہیں کہ وہ نہ پڑھی اور نہ قضا کی اس لیے زیادہ سے زیادہ اندازہ لگا لو جتنی نمازیں حاصل ہوں (اس کے ذمہ باقی رہتی ہوں) تو فی نماز (ہر نماز کے بدلے) ۱۷۵ روپے اٹھنی بھر گیہوں (دو کلو گرام گندم یا اس کی قیمت) خیرات کر دو (صدقہ کر دو) یعنی جو فطرہ (صدقہ فطر) کی مقدار ہے وہ ہی ایک نماز کے فدیہ کی وہ ہی ایک روزہ کی (بقیہ احکام کے فدیہ کی تفصیل سوال نمبر ۳ کے جواب میں گزر چکی ہے) تو ایک دن کی چھ نمازیں ، پانچ فرض اور ایک وتر واجب ان کا فدیہ تقریباً بارہ سیر (بارہ کلو گرام) گندم ہوئے اور ایک ماہ کی نمازوں کا فدیہ ۹ من گندم (یا اس کی قیمت) تقریباً اور (ایک) سال کی نمازوں کا (فدیہ) ۱۰۸ من گندم ہوتا ہے ۔ اب اگر کسی کے ذمہ دس بیس سال کی نمازیں ہیں تو صدہا من غلہ خیرات کرنا ہو گا شاید کوئی دیندار مالدار ہو تو یہ کر سکے مگر غربا سے ناممکن ۔ ان کے لیے یہ طریقہ ہے کہ ولی میت بقدر طاقت گندم یا اس کی قیمت لے مثلاً ایک ماہ کی نمازوں کا فدیہ ۹ من تھا تو ۹ من گندم یا اس کی قیمت لے اور کسی مسکین کو اس کا مالک کر دے وہ مسکین یا تو دوسرے مسکین کو یا خود مالک کو بطور ہبہ (کے دے دے اور) وہ پھر اس فقیر کو (بطور) صدقہ کے دے ہر بار کے صدقہ میں ایک ماہ کی نمازوں کا فدیہ ادا ہو گا بارہ بار صدقہ کیا تو ایک سال (کی نمازوں) کا فدیہ ادا ہوا اسی طرح چند بار گھمانے (دور) میں پورا فدیہ ادا ہو جائے گا ۔ نمازوں کے فدیہ سے

فارغ ہو کر اسی طرح روزہ اور زکوۃ (اور دیگر فوت شدہ احکام واجبہ) کا (بھی) فدیہ ادا کریں رحمت الٰہی سے امید ہے کہ میت کی مغفرت فرما دے اسقاط کا یہ طریقہ صحیح ہے الخ۔

جاء الحق مع سعید الحق، صفحہ ۶۹۲، مکتبۃ غوثیہ کراچی۔

علامہ حسن بن عمار بن علی شرنبلالی حنفی قدس سرہ القوی متوفی ۱۰۶۹ھ حیلہ اسقاط کا ذکر کردہ طریقہ بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں فیخرج عنه ولیه من ثلث ما ترک لصوم کل یوم و لصلوة کل وقت حتی الوتر نصف صاع من برّ او قیمته و ان لم یوص وتبرّع عنه ولیّه جاز . ولا یصح ان یصوم ولا ان یصلی عنه و ان لم ما اوصی به عما علیه یدفع ذلک المقدار للفقیر فسیقط عن المیت بقدره ثم یهبه الفقیر للولیّ و یقضبه ثم یدفعه للفقیر فسیقط بقدره ثم یهبه الفقیر للولیّ و یقضبه ثم یدفعه الولیّ للفقیر وهکذا حتی یسقط ما کان علی المیت من الصلوة و صیام الخ (وفی المراقی الفلاح) و نحوها مما ذکرنا من الواجبات وهذا هو المخلص فی ذلک ان شاءالله تعالی بمنّه و کرمه .

نور الایضاح مع مراقی الفلاح، فصل فی اسقاط الصلوة و الصوم، جلد ۲، صفحہ ۲۹، ۳۲ قاسم پبلی کیشنز کراچی۔

خاتمہ المحققین علامہ محمد امین سید ابن عابدین شامی قدس سرہ النورانی متوفی ۱۲۵۲ھ حیلہ شرعیہ کی وضاحت کرتے ہوئے اور طریقہ بیان کرتے ہوئے رقمطراز ہیں فیحنئذٍ یجمع الوارث عشرة رجال لیس فیهم غنی لقوله تعالی

انما الصدقات للفقراء والمساکین (التوبہ ۶۰) ولا عبد ولا صبی ولا مجنون لان ھبتھم لا تصح ثم یحسب سن المیت فیطرح منہ اثنتا عشرۃ سنۃ لمدۃ بلوغہ ان کان المیت ذکرا و تسع سنین ان کانت انثی لان اقل مدۃ بلوغ الرجل اثنتا عشرہ سنۃ و مدۃ بلوغ المرأۃ تسع سنین ثم یا خذ الوارث من مال الیتیم وجوباً ان اوصی و استحبابا ان لم یوص اربعۃ الآ ف درھم و اثنین و سبعین درھما اوشیأ قیمتہ ذلک او یاخذ الاجنبی من مال نفسہ تبرّعا مقدار ما ذکر فیدور المسقط بنفسہ وارثا کان او غیر ذلک او یوکل غیرہ فیقول المسقط او و کیلہ لواحد من الفقراء ھکذا فلان بن فلان ویذ کر اسمہ و اسم ابیہ فائتہ صلواۃ سنہ ھذہ فدیتیھا من مالہ نملک ایاھا و یعلم ان المال المد فوع الیہ صار ملکاً لہ ثم یقول الفقیر ھکذا و انا قبلتھا و تملکتھا منک فیدفع المعطی و یسلم الیہ فیقبض المعطی فحینئذ تصیر فدیۃ صلوۃ سنۃ کاملۃ مؤداۃ ثم یفعل مع فقیراٰخر ھکذا الی ان تتم العشرۃ فحینئذ تصیر فدیۃ عشرۃ سنین مؤداۃ فی دور واحد ثم یفعل ھکذا مرۃ اخریٰ ثم وثم الی ان تتم فدیۃ فوائتہ بحسب الحساب ------ وھذہ حیلۃ شرعیۃ واللہ تعالی اعلم اھ -

منحۃ الخالق علی البحر الرائق ، آخر باب قضاء الفوائت ، جلد ۲ ، صفحہ ۱۶۰ ، المکتبۃ الحبیبیہ کوئٹہ -

آپ رحمۃ اللہ علیہ دوسرے مقام پر حیلہ اسقاط کا مذکورہ طریقہ ذکر کرنے کے بعد لکھتے ہیں والمنصوص علیہ فی المذھب وعلیہ العمل (حیلہ اسقاط کا یہ طریقہ حنفی)مذھب میں منصوص علیہ ہے اور اسی پر عمل ہے -

رسائل ابن عابدین ، منۃ الجلیل ، جلد ۱ ، صفحہ ۲۱۱ ، مکتبہ محمودیہ کوئٹہ -

اس سے معلوم ہوا کہ جو بھی حقیقی حنفی ہو گا وہ حیلہ اسقاط کا انکار نہ کرے گا اور جو انکار کرتے ہیں وہ سچے حنفی نہیں کثیر مسائل میں حنفیت سے بھی منحرف ہیں بلکہ اپنے گستاخانہ و کفریہ عقائد و نظریات کی وجہ سے اسلام سے بھی خارج ہیں کما لا یخفی علی اهل العلم والفضل ۔ حیلہ اسقاط کا ذکر کردہ طریقہ فقہ حنفی کی ان متداول و مشہور کتب میں کچھ تبدیلی و اضافے کے ساتھ موجود ہے ۔ اختصار کے پیش نظر مکمل عربی عبارات درج نہیں کی جا رہیں صرف کتب فقہیہ نام لکھے جا رہے ہیں ۔

خلاصة الفتاوی لطاہر بن عبدالرشید ، متوفی ۵۴۲ ، الفصل التاسع عشرفی قضاء الفوائت ، جلد ۱ ، صفحه ۱۹۲ ، المکتبة الحقانیه پشاور ۔ الفتاوی السراجیة لا بی محمد سراج الدین علی بن عثمان ، متوفی ۵۶۹ھ ، باب قضاء الفوائت ، صفحه ۱۰۳ ، المکتبة الحقانیه پشاور ۔البحر الرائق شرح کنز الدقائق ، لزین الدین بن ابراهیم الشهیر با بن نجیم ، متوفی ۹۷۰ھ ، کتاب الصوم ، فصل فی العوارض ، جلد ۲ ، صفحه ۴۹۸-۴۹۹ ، المکتبة الحبیبیه کوئٹه ۔جامع الرموز لشمس الدین محمد الخراسانی القهستانی ، متوفی ۹۶۲ او ۹۵۵ ، فصل موجب الانساد ، جلد ۱ ، صفحه ۳۷۰ ، ایچ ایم سعید کمپنی کراچی ۔الدر المختار لمحمد بن علی الحصکفی ، متوفی ۱۰۸۸ھ ، کتاب الصلوة ، باب قضاء الفوائت ، صفحه ۹۸ ، دارالکتب العلمیه بیروت ۔حاشیة الطحطاوی علی الدر المختار لسید احمد طحطاوی ، متوفی ۱۲۳۰ ، باب قضاء الفوائت ، جلد ۱ ، صفحه ۳۰۷ ۔ ۳۰۸ ، مکتبة رشیدیه کوئٹه ۔ردالمختار علی الدرالمختار ، باب قضاء الفوائت مطلب فی بطلان الوصیة ، جلد ۲ ، صفحه ۶۴۵ ، المکتبه الحقانیه پشاور ۔رسائل ابن عابدین ، رسالة منّة الجلیل ، جلد ۱ ، صفحه ۲۱۰ ۔ ۲۱۱ ، مکتبه محمودیه کوئٹه ۔ الفتاوی الرضویه لامام اہل السنة احمد رضا خان ، متوفی ۱۳۴۰ھ ، جلد ۱۰ ، صفحه ۵۳۸-۵۳۹ ، رضا فاؤنڈیشن لاہور ۔

حیلہ اسقاط میں کون لوگ بیٹھ سکتے ہیں کیا تین دفعہ دوران قرآن کافی ہے

جواب سوال پنجم: حیلہ اسقاط کے دائرہ میں فقراء، مساکین اور طلبہ علوم دینیہ وغیرہ کو بٹھایا جائے جو لوگ مالدار، صاحب نصاب ہوں ان کو دائرہ میں نہ بٹھایا جائے اسی طرح غلام، بچہ اور مجنون پاگل وغیرہ کو بھی اس دائرہ میں شامل نہ کیا جائے جیسا کہ علامہ ابن عابدین شامی قدس سرہ النورانی نے لکھا ہے ان یجمع الوارث عشرۃ رجال لیس فیھم غنی ولا عبد ولا صبی ولا مجنون ۔ **رسائل ابن عابدین، جلد ۱، صفحہ ۲۱۱، مطبوعہ کوئٹہ ۔**

اور رہی بات حیلہ اسقاط میں صرف تین دفعہ دوران قرآن کی تو اس میں بھی اشد اصلاح کی ضرورت ہے کیونکہ دوران قرآن میں رکھے ہوئے روپے پیسے اگر میت کی فوت شدہ نمازوں، روزوں کیلیے کفایت نہیں کرتے تو اس صورت میں تین دفعہ دوران قرآن و نقدی وغیرہ سے میت کے فوت شدہ احکام شرعیہ کا کفارہ مکمل ادا نہیں ہوتا بلکہ اس کے لیے یہ ضروری ہے کہ میت سے جتنے بھی احکام شرعیہ فوت ہوئے ہیں ان کے کفارہ کیلئے دی جانے والی رقم اگر فدیہ کے لئے کم ہو تو فقیروں کے ساتھ بار بار تبادلہ و دوران کیا جائے تا کہ میت کی کل فوت شدہ نمازوں، روزوں اور دیگر احکام وغیرہ کا فدیہ بھی ادا ہو جائے اور میت کو بھی صحیح معنوں میں فائدہ حاصل ہو اور

اگر دوران قرآن مجید میں نقدی وغیرہ کم ہو میت کی نمازوں اور دیگر احکام وغیرہ کا وہ مکمل فدیہ نہ بنتے ہوں تو پھر تین دفعہ کے دوران کو ان تمام میت کے فوت شدہ احکام کے فدیہ کیلیے کافی سمجھنا بھی جہالت اور باطل ہے ۔ تین دفعہ دوران قرآن سے تو اتنا ہی کفارہ و فدیہ ادا ہو گا جتنا قرآن کا ہدیہ ہو گا (اگر وہ صرف برکت کے لئے نہ رکھا گیا ہو بلکہ اسے بھی فدیہ میں شامل کیا گیا ہو) اور جو دیگر نقدی وغیرہ ہے بہر صورت اتنے سے بھی میت کو کچھ نہ کچھ فائدہ ضرور پہنچے گا لیکن اسقاط کے لیے وہی طریقہ اختیار کرنا چاہیے کہ جس سے میت کو زیادہ فائدہ حاصل ہو ۔ نماز جنازہ سے پہلے اور بعد اور اسی طرح دفن کے بعد بھی حیلہ اسقاط کیا جا سکتا ہے اگر دفن سے پہلے کیا جائے تو یہ زیادہ بہتر ہے تا کہ میت بارگاہ رب العزت میں حقوق کی ادائیگی کے ذمہ سے فارغ ہو کر حاضر ہو ۔ کما فی سیف المقلدین ص ۴۵۸ ۔و بہتر آنست کہ ایں فدیہ قبل از دفن میت باشد اگرچہ بعد از دفن نیز جائز است چنانچہ در جامع الرموز ست و ینبغی ان یفدی قبل الدفن وان جاز بعدہ . و در الفوز والنجاۃ صفحہ ۱۵۱ است و الافضل ان تکون ھذالعمل قبل دفن المیت لاجل ان یلقی اللہ تعالی و ذمتہ فارغۃ من الحقوق . اور اسی طرح اعلی حضرت امام اہلسنت سیّدی امام احمد رضا خان علیہ الرحمۃ الرضوان تحریر فرماتے ہیں اور اگر دور والوں میں بعض وہ ہوں کہ اگرچہ فقیر بنتے ہیں مگر مالدار ہیں حاجت اصلیہ کے علاوہ چھپن ۵۶ روپے (ساڑھے باون تولے

چاندی کی قیمت) کے مال کے مالک ہیں تو ان کے شامل ہونے سے دور میں حرج نہ آئے گا فقط اتنا ہو گا کہ دور میں ان کا شمار نہ ہو گا مثلاً دس فقیروں پر دور کیا اور ان میں تین غنی تھے تو سات ہی پر دور سمجھا جائے گا ۔ ہاں اگر ان میں کوئی بھی محتاج نہ ہوا سب غنی تھے تو بیشک کفارہ بلکل ادا نہ ہو گا ــــــ ہاں جیسے بہت عوام دور ہی نہیں کرتے ایک مصحف شریف دے دیا اور سمجھ لیا کہ عمر بھر کا سب کفارہ ادا ہو گیا یہ محض مہمل و باطل ہے یونہی یہاں جب پورے مطالبہ (فوت شدہ احکام شرعیہ) کے قدر (مقدار ، پیسے) نہ ہو تو اس سے بالکل ادا سمجھ لینا غلط و باطل ہے پھر بھی اس سے اس حیلہ کا جتنا فائدہ ہے زائل نہیں ہوتا بعض کو کل سمجھ لینا ان کی غلطی ہے جیسے کسی کے ہزار روپے زید پر قرض ہوں اور زید سو روپے ادا کرے اور سمجھ لے کہ سب ادا ہو گیا تو یہ اسکی غلطی ہے مگر اس غلطی کے سبب وہ سو ۱۰۰ روپیہ جو ادا کئے باطل نہ ہو جائیں گے وہ فائدہ اسے حاصل رہے گا کہ اب ہزار ۱۰۰۰ کی جگہ نو سو ۹۰۰ کا مطالبہ اس پر رہا ۔ **الفتاوی الرضویہ ، جلد ۸ ، صفحہ ۱۶۹ ، مطبوعہ لاہور۔**

لہذا خلاصہ کلام یہ ہوا کہ حیلہ اسقاط کا دوران فقرا ، ومساکین اور طلبہ دینیہ میں کیا جائے اور اگر فدیہ کی رقم کم ہو تو بار بار دوران اور فقراء کے درمیان تبادلہ کیا جائے اور میت کی طرف سے تمام فوت شدہ احکام شرعیہ کا فدیہ ادا ہو جائے اور میت کو کما حقہ نفع پہنچے اور یہ بھی خیال رکھا جائے کہ

حیلہ اسقاط کے حلقہ میں وہ احباب بیٹھیں جو ایجاب و قبول (یعنی قبضہ سے میں شی کا مالک ہو جاؤں گا اور دوسرے کو دینے سے میری ملک زائل ہو جائے گی) کے مفہوم کو سمجھتے ہوں اور جو وارث یا وصی میت کی طرف سے اسقاط کرے اس کے لئے فوت شدہ احکام کا الفاظ میں صراحتاً ذکر کرنا کوئی ضروری نہیں اس کی صرف نیت ہی کافی ہے کما فی الفتاوی الرضویہ جلد ۱۰ ، صفحہ ۵۴۳ اور جس کی طرف سے اسقاط کیا جائے اسکا نام مسکین کے سامنے ذکر کیا جائے تو مناسب ہے کما فی الفتاوی الرضویہ ج ۱۰ ص ۵۴۳ اسی طرح وارث یا وصی وہ رقم فقیر وغیرہ کو دے تو فقیر آگے سے کہے کہ قبلت (میں نے قبول کیے) ۔ کما فی **الفتاوی الرضویہ ، جلد** ۱۰ ، **صفحہ** ۵۱۵ ۔

حیلہ اسقاط کے دوران میں قرآن مجید رکھنے کی شرعی حیثیت

جواب سوال ششم : حیلہ اسقاط کے دوران میں قرآن مجید رکھنا شرعاً جائز و درست ہے ۔ لان الاصل فی الاشیاء الاباحة ولعدم المانع حیلہ اسقاط کے دوران میں قرآن مجید رکھنے کی مختلف حیثیتیں ہیں ۔

(۱) چونکہ قرآن مجید جلد ، کاغذ ، سیاہی اور طباعت کے لحاظ سے مال متقوم ہے اگر اس حیثیت سے حیلہ اسقاط کے دوران میں رکھا جائے تو اس کا جتنا

ہدیہ ہو گا میت کے ذمہ سے اتنی ہی نمازیں وغیرہ ساقط ہو جائیں گی جیسا کہ امام اہلسنت مجدد دین و ملت الشاہ امام احمد رضا خان فاضل بریلوی رضی اللہ عنہ تحریر فرماتے ہیں مصحف شریف میں دو لحاظ ہیں ایک کاغذ اور سیاہی و جلد کا اعتبار ، اس لحاظ سے وہ ایک مال ہے اور اسی لحاظ سے اس کی بیع و شراء ہوتی ہے بایں معنیٰ اس کی قیمت وہی ہے جتنے پر بازار میں ہدیہ ہو روپیہ دو روپیہ یا دس پندرہ جو حیثیت ہو اسی لحاظ سے وہ کفارے میں دیا جا سکتا ہے تو بازار کے بھاؤ سے جتنے داموں پر ہدیہ ہو اسی قدر مال ٹھہرے گا اور کفارہ ادا ہوا تو صرف اتنے ہی نمازوں روزوں کا ادا ہو گا جو ان داموں کے مقابل ہوں ۔

الفتاویٰ الرضویہ ، جلد ۱۰ ، صفحہ ۵۱۴ ، مطبوعہ لاہور ۔

(۲) حیلہ اسقاط کے دوران میں قرآن مجید برکت اور وسیلہ کی نیت سے رکھا جاتا ہے کہ اس کے وسیلہ سے میت کیلیے دعا کی جائے اور اس کی بخشش و مغفرت ہو جائے اور احادیث مبارکہ کی روشنی میں قرآن مجید کے وسیلہ سے دعا مانگنا ثابت ہے اور قرآن مجید بروز محشر بندہ مومن کا شفیع و سفارشی ہو گا وعن سعید بن سلیم ﷺ مرسلا قال قال رسول الله : ﷺ ما من شفیع افضل منزلة عندالله یوم القیمة من القرآن ۔ الحدیث ۔ حضرت سعید بن سلیم رضی اللہ عنہ سے مرسلا روایت ہے کہ رسول کریم ﷺ نے فرمایا کہ قیامت کے دن اللہ تعالیٰ کے نزدیک قرآن مجید سے زیادہ شفاعت کرنے والی کوئی افضل چیز نہیں ہو گی ۔

احیاء علوم الدین ، کتاب آداب تلاوۃ القرآن ، الباب الاول ، جلد ۱ ، صفحہ ۳۵۷ ،

دارالحدیث قاہرہ ۔

اور دوسری حدیث شریف میں ہے کہ آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام قرآن مجید کے وسیلہ سے دعا مانگتے تھے جو کہ قرآن مجید کے آخر میں لکھی ہوتی ہے ۔

حجۃ الاسلام ابو الحامد محمد بن محمد غزالی قدس سرہ النورانی متوفی ۵۰۵ھ حدیث شریف نقل فرماتے ہیں فاذا فرغ قال ما کان یقول صلوات اللہ وسلامہ عند ختم القرآن اللّٰھم ارحمنی بالقرآن (و فی بعض الروایات بالقرآن العظیم) جب آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام قرآن مجید کی تلاوت ختم کر لیتے تو اختتام کے وقت فرماتے اے اللہ مجھ پر قرآن عظیم کے وسیلہ سے رحم فرما ۔

احیاء العلوم ، کتاب آداب تلاوۃ القرآن ، الباب الثانی ، جلد ۱ ، صفحہ ۳۶۴ ، دارالحدیث قاہرہ ۔

ان ارشاد عالیہ سے معلوم ہوا کہ قرآن مجید کے وسیلہ سے دعا مانگنا جائز ہے اور حیلہ اسقاط کے حلقہ میں قرآن مجید برکت و توسل کی نیت سے رکھا جاتا ہے جو کہ بالکل درست و جائز ہے علامہ مخدوم عبدالواحد سیوستانی قدس سرہ النورانی حیلہ اسقاط کے دوران میں قرآن مجید رکھنے کی بحث کرتے ہوئے جواب دیتے ہیں الظاہران و ضع المصحف بالطریق المعہود وقد تعارفہ المسلمون للتبرک لیرحم اللہ المیت ببرکۃ القرآن الکریم وقد ورد ما راہ المسلمون حسناً فھو عنداللہ حسن . ظاہر بات یہی ہے کہ قرآن مجید کو (دوران میں) رکھنے کا معروف طریقہ ہے اور مسلمانوں کے عرف میں یہ تبرک کے لیے (رکھا جاتا ہے) تا کہ اللہ تعالی قرآن کریم کی برکت سے

میت پر رحم فرمائے اور حدیث شریف میں وارد ہوا کہ جس چیز کو مسلمان اچھا سمجھیں وہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک بھی اچھا ہوتا ہے (لہذا قرآن مجید حیلہ اسقاط کے حلقہ میں رکھنا جائز ہے)۔

فتاوی واحدی، کتاب الجنائز، جلد ۱، صفحہ ۲۸۸، بحوالہ البراہین القاطعہ فی مسئلۃ حیلۃ الاسقاط والفدیۃ بالحجج اللامعہ، جلد ۱، صفحہ ۲۷۳، ناشر مولوی نور محمد نقشبندی پشاور۔

علامہ سیوستانی رحمۃ اللہ علیہ کے فتوی شریف سے معلوم ہوا کہ حیلہ اسقاط کے حلقہ میں قرآن مجید تبرک و وسیلہ کی نیت سے رکھا جاتا ہے اور یہ جائز ہے علامہ کے بیان سے یہی ظاہر ہوتا ہے کہ یہ مسلمانوں کے عرف میں برکت کی نیت سے رکھا جاتا ہے ۔ اسی طرح ہمارے علاقے اٹک فتح جنگ وغیرہ میں یہاں کے مسلمانوں کا بھی تقریباً یہی عرف ہے کیونکہ عام طور پر میت کی طرف سے اسقاط وغیرہ کی وصیت بہت کم ہی ہوتی ہے۔

(۳) حیلہ اسقاط کے دوران میں میت کی طرف سے مصحف شریف اس نیت سے شامل کیا جاتا ہے کہ یہ میت کی طرف سے صدقہ ہوگا تاکہ اس کا ثواب میت کو پہنچتا رہے قرآن مجید کو حیلہ اسقاط کے حلقہ میں اس نیت سے شامل کرنا بھی جائز ہے ۔ جیسا کہ حدیث شریف میں ہے حضرت ابو ہریرۃ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ان مما یلحق المؤمن من عمله وحسناته بعد موته علماً نشره و ولدًا صالحا ترکه و مصحفا ورثه او مسجدا بناه او بیتاً لا بن السبیل بناه او نهراً اجراه او

صدقة اخرجها من ماله فی صحته و حیاته یلحقه من بعد موته (حسن لغیرہ) یعنی جو اعمال و نیکیاں مومن کو موت کے بعد بھی پہنچتی رہتی ہیں ان میں سے وہ علم ہے جو اس نے پڑھایا اور پھیلایا اور جو (مومن) نیک اولاد چھوڑ گیا یا قرآن مجید کا کسی کو وارث بنا گیا یا وہ مسجد یا مسافر خانہ بنا گیا یا نہر جاری کر گیا ۔ یا وہ صدقہ ہے جسے اپنے مال اور اپنی تندرستی و زندگی میں نکال گیا کہ چیزیں اسے موت کے بعد بھی پہنچتی رہتی ہیں ۔

سنن ابن ماجه ، ابواب السنه ، باب ثواب معلم الخیر ، رقم الحدیث ۲۴۲ ، صفحه ۸۱ ، مطبوعه دارالصدیق سعودیه ۔مشکوۃ المصابیح ، کتاب العلم الفصل الثالث ، رقم الحدیث ۲۳۶ صفحه ۳۷ ، مطبوعه مکتبه رحمانیه لاہور۔

اس سے معلوم ہوا کہ قرآن مجید کا صدقہ کرنا جائز ہے کہ جب تک اس قرآن مجید سے تلاوت کی جاتی رہے گی میت کو اس سے تلاوت کا ثواب ملتا رہے گا ۔ ماحصل یہی ہوا کہ حیلہ اسقاط کے حلقہ میں قرآن مجید رکھنا جائز ہے لیکن یہ خیال رکھا جائے قرآن مجید کے آداب کا مکمل لحاظ رکھا جائے اور نقدی اور پیسے وغیرہ قرآن مجید کے اوپر بالکل نہ رکھے جائیں ۔

حیلہ اسقاط کی رقم کس کو دی جائے اور حیلہ اسقاط کے متعلق دعائیہ کلمات

جواب سوال ہفتم : اگر میت نے فوت شدہ احکام کے فدیہ کی وصیت کی ہوئی تھی اور ورثاءِ میت پر فدیہ کی ادائیگی واجب تھی تو اس صورت میں

حیلہ اسقاط کے فدیہ کے وہی مصارف ہیں جو زکوۃ اور صدقات واجبہ وغیرہ کے ہیں یعنی فقیر (یعنی وہ شخص جس کے پاس کچھ نا کچھ ہو لیکن اتنا نہیں کہ نصاب کو پہنچتا ہو) اور مسکین کہ جس کے پاس کچھ بھی نہ ہو یہاں تک کہ بدن چھپانے کیلیے کپڑوں اور کھانے کا بھی محتاج ہو (کما فی بہار شریعت ، حصہ پنجم ، جلد ۱ ، صفحہ ۹۲۴ ، المکتبۃ المدینہ کراچی) اور سنی العقیدہ طلبہ دینیہ اور دیگر حاجت مند لوگوں کو جو کہ صاحب نصاب نہ ہوں ان کو بھی دیا جا سکتا ہے اور اسی طرح اس صورت میں مدارس دینیہ (کہ اس میں صاحب نصاب طلبہ ہوں) اور مساجد میں حیلہ شرعیہ کر کے استعمال کیا جا سکتا ہے اگر میت کی طرف سے وصیت نہیں تھی بلکہ میت کا وارث یا کوئی اجنبی شخص اپنی طرف سے تبرعاً میت کی طرف سے حیلہ اسقاط کیلیے فدیہ دے تو اس صورت میں بھی زیادہ مناسب یہ ہی ہے کہ فقراء و مساکین ہی کو دیا جائے اور یہ فدیہ کی رقم مدارس دینیہ اہلسنت اور مساجد اہلسنت میں بھی دیا جا سکتا ہے کیونکہ اس صورت میں اسکا حکم نفلی صدقہ والا ہو گا اور ہمارے علاقہ و عرف میں عام طور پر میت کی طرف سے وصیت بھی نہیں ہوتی کما لا یخفی علی اھل العلم ۔ سیدی اعلی حضرت عظیم البرکت الشاہ امام احمد رضا خان علیہ رحمۃ المنان فدیہ اسقاط کا ذکر کرتے ہوئے تحریر فرماتے ہیں مصرف اس کا مثل مصرف صدقۂ فطر و کفارہ یمین و سائر کفارات و صدقات واجبہ ہیں بلکہ کسی ہاشمی مثلا شیخ علوی یا عباسی کو بھی نہیں

دے سکتے غنی یا غنی مرد کے نا بالغ فقیر بچے کو بھی نہیں دے سکتے کافر کو نہیں دے سکتے ۔**الفتاوی الرضویہ ، جلد ۱۰ ، صفحہ ۵۲۸** ۔

دوسری جگہ تحریر فرماتے ہیں یہ صدقہ حضرات سادات کرام کے لائق نہیں ------ مسلمین مساکین ذوالقربی غیر ہاشمین کو دینا دونا اجر ہے مدرسہ دینیہ کے طلبہ علم دین کے صحیح العقیدہ کو بھیجنے کی اجازت ہے اگرچہ وہ دوسرے شہر میں ہوں حتی کہ زکوۃ بھی ۔ الخ

الفتاوی الرضویہ ، جلد ۸ ، صفحہ ۱۶۶ ، مطبوعہ لاہور ۔

مفتی محمد وقار الدین رضوی قدس سرہ القوی متوفی ۱۴۱۳ھ لکھتے ہیں نماز ، روزے کا فدیہ انہیں لوگوں کو دیا جا سکتا ہے جو کہ زکوۃ کے مستحق ہیں اور بہت نمازوں اور روزوں کا فدیہ یک مشت کسی ایک شخص کو دینے میں کوئی حرج نہیں ہے البتہ کسی ادارے کو دیں تو اس کو مطلع کر دیں کہ یہ فدیہ کی رقم ہے تا کہ اسے مصارف زکوۃ میں صرف کیا جائے کفارے میں کھانا کھلانے کی جگہ اگر نقد رقم دینا چاہے تو اس میں شرط یہ ہے کہ جتنے آدمیوں کو کھانا کھلانا واجب تھا اتنے ہی آدمیوں کو رقم دی جائے یا ایک آدمی کو اتنی مرتبہ رقم دی جائے یک مشت دینے سے کفارہ ادا نہیں ہو گا ۔

وقار الفتاوی ، جلد ۱ ، صفحہ ۱۹۶ ، بزم وقار الدین کراچی ۔

حیلہ اسقاط کے دعائیہ کلمات حضرت علامہ قاضی محمد فیض عالم ہزاروی علیہ الرحمۃ نے اپنی کتاب وجیز الصراط فی مسائل الصدقات والاسقاط موقف اول

(فارسی) ص ۱۷ مطبوعہ موسسۃ الشرف لاہور میں ذکر فرمائے ہیں جن کو اختصاراً یہاں نقل کیا جاتا ہے

كُلُّ حَقٍّ مِنْ حُقُوقِ اللهِ تَعَالٰى مِنَ الْفَرَائِضِ وَالْوَاجِبَاتِ وَالْكَفَّارَاتِ وَالْمَنْذُورَاتِ وَ غَيْرِ ذٰلِكَ الَّتِي لَزِمَتْ عَلٰى ذِمَّةِ هٰذَا الْمَيِّتِ بَعْضُهَا اَدّٰى / اَدَّتْ وَ بَعْضُهَا لَمْ يُؤَدِّ/لَمْ تُؤَدِّ وَالَّتِي لَمْ يُؤَدِّ /لَمْ تُؤَدِّ وَ بَقِيَتْ عَلٰى ذِمَّتِهِ اَلْاٰنَ عَاجِزٌ / عَاجِزَةٌ عَنْ اِتْيَانِهَا اَعْطَيْتُكَ فِيْ فِدْيَتِهَاوَ اِسْقَاطِهَا هٰذَا الْمُصْحَفَ الشَّرِيْفَ مَعَ هٰذَا النَّقْدِ وَالْجِنْسِ رَجَاءًمِنَ اللهِ تَعَالٰى اَنْ يَغْفِرَلَهُ

فقیر نے اپنی بساط کے مطابق حیلہ اسقاط کے متعلق مذکورہ سوالات کے جوابات دلائل شرعیہ اور فقہاء حنفیہ کے اقوال کی روشنی میں تحریر کر دیئے۔

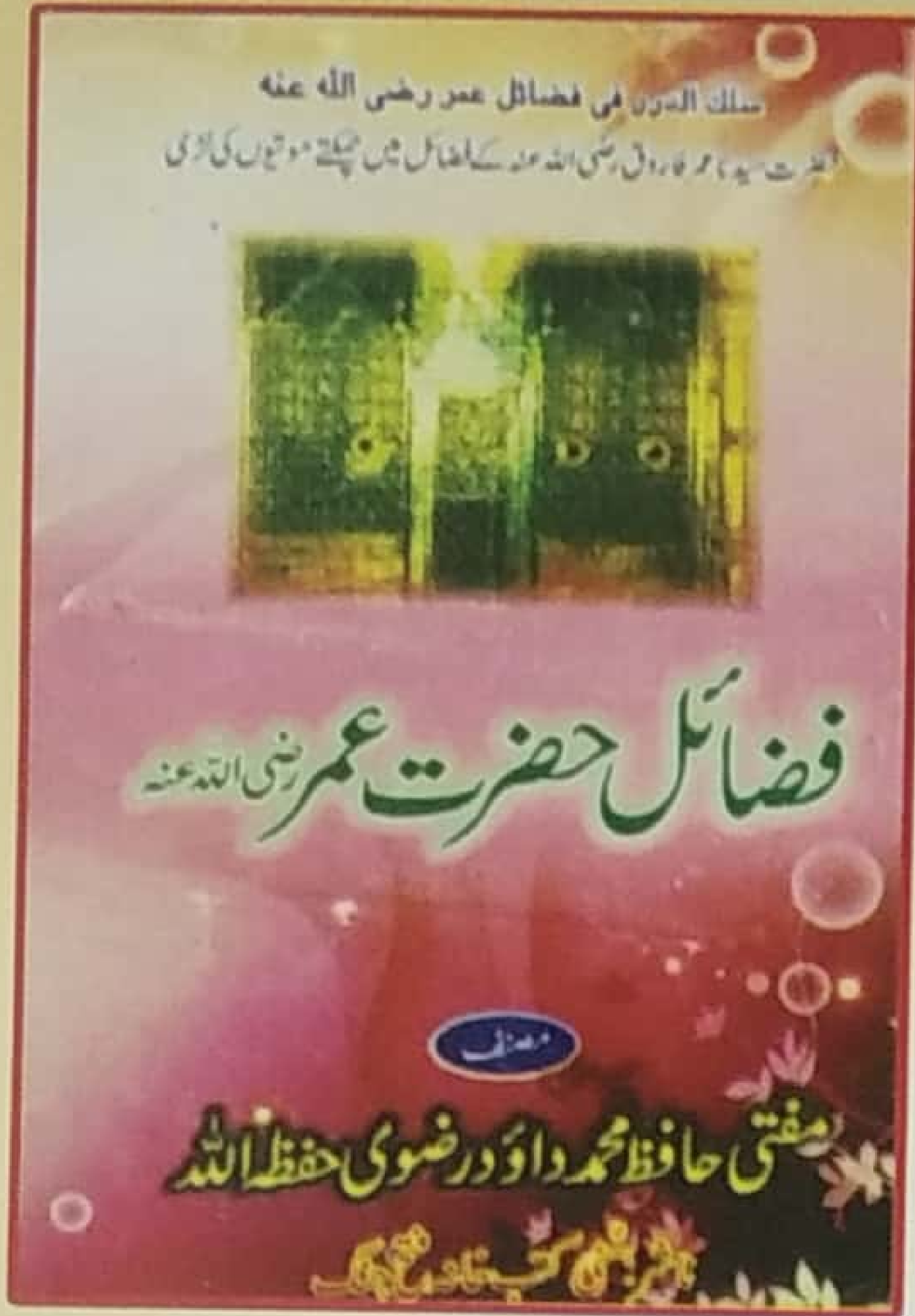
واللہ تعالیٰ ورسولہ الاعلی اعلم۔

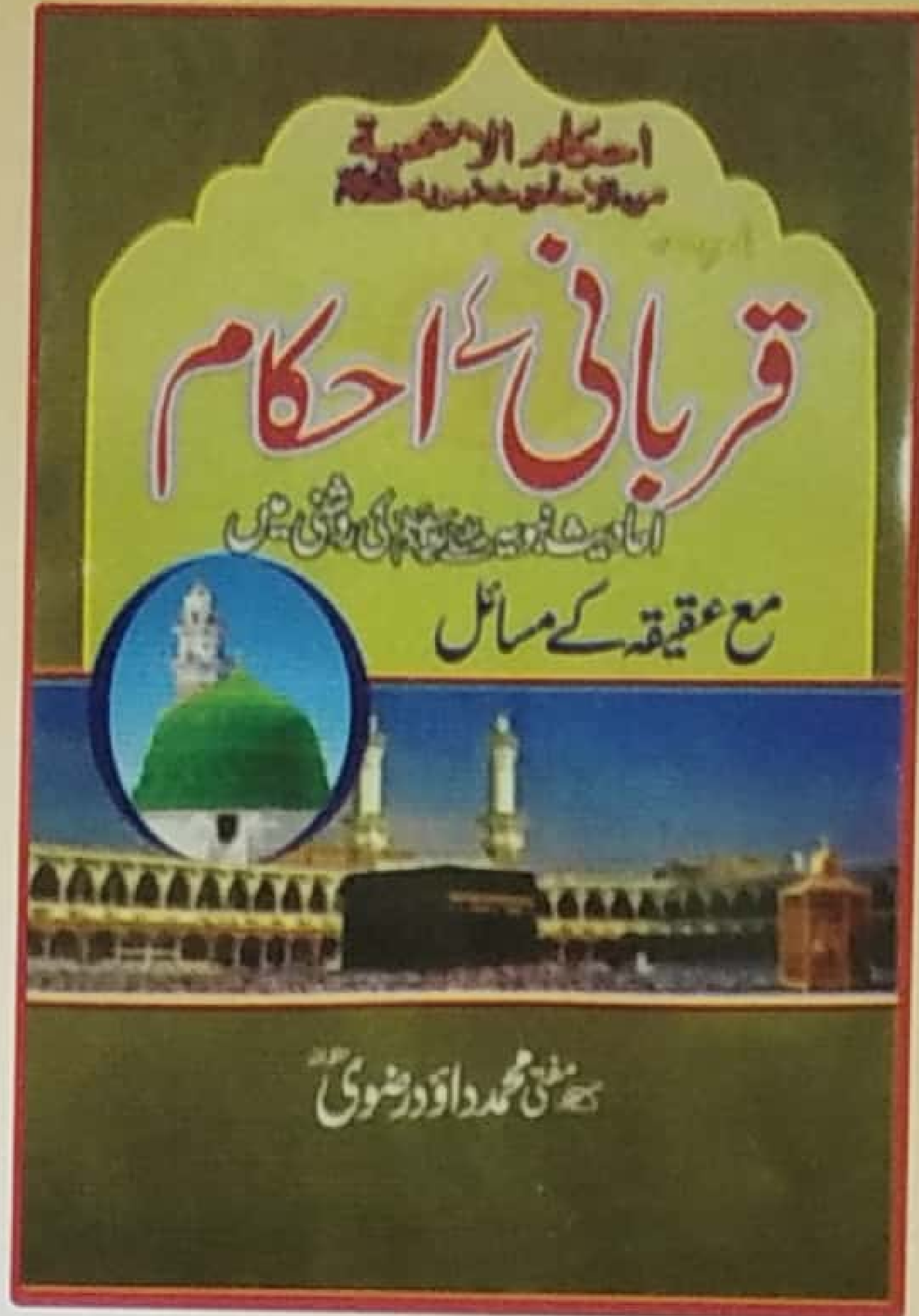
کتبہ العبد الفقیر الی ربہ القدیر الغنی محمد داؤد الرضوی غفرلہ ربہ القوی الولی۔

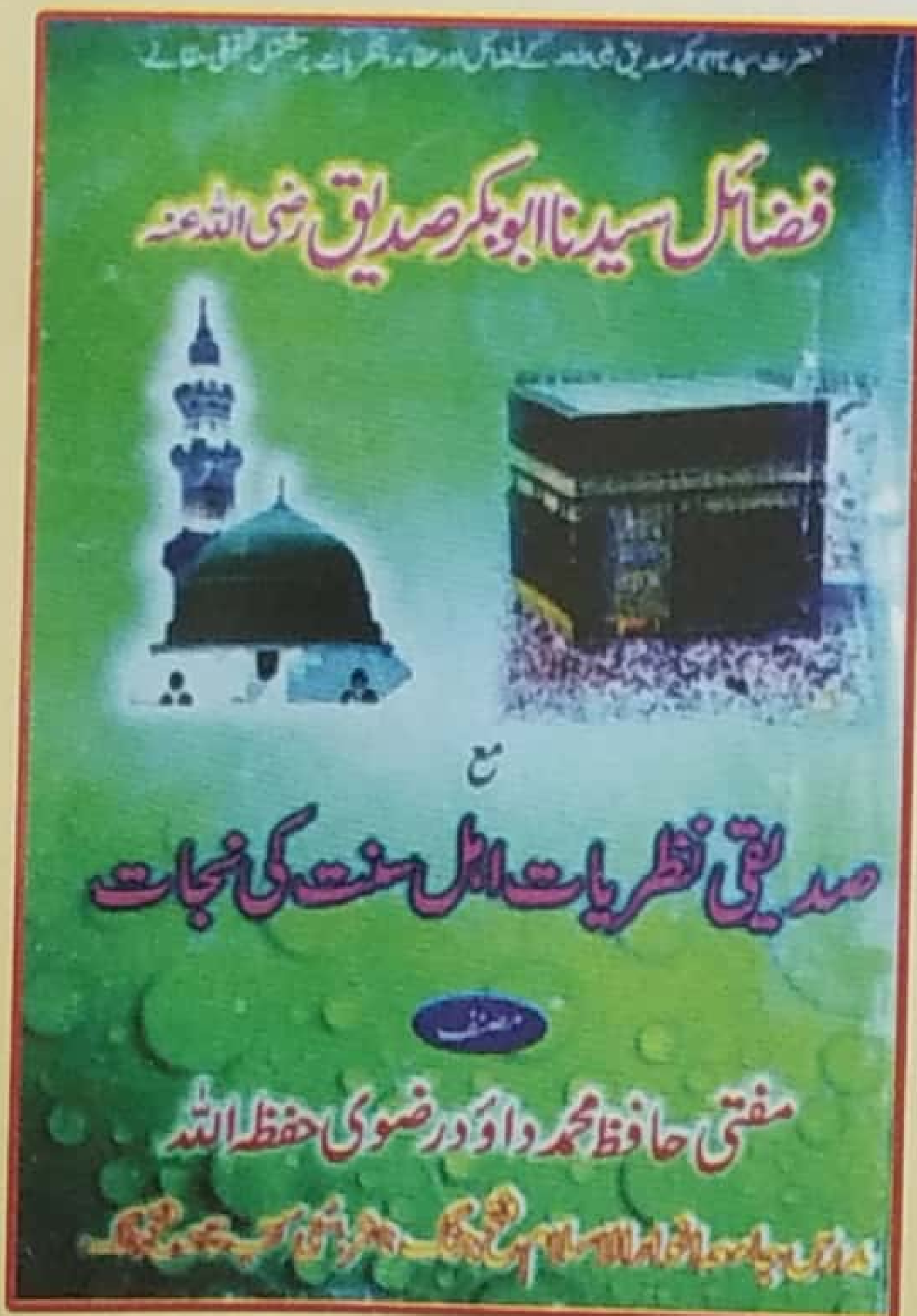
خادم التدریس والافتاء بالجامعۃ المحمدیہ (فتح جنگ)۔

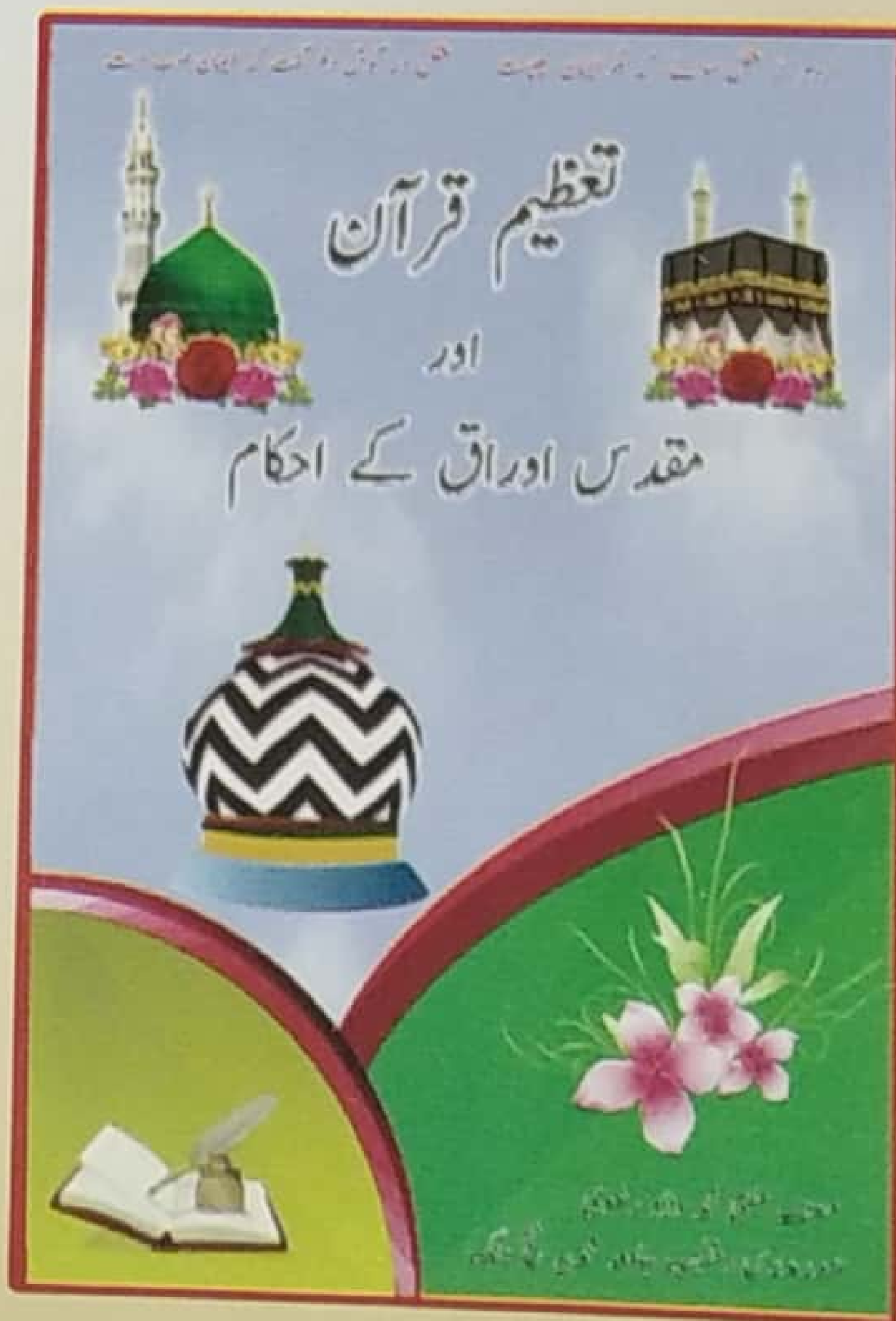
یوم الخمیس ۱۵ جمادی الثانی ۱۴۴۰ھ

۲۱ فروری ۲۰۱۹ء۔


سلك الدرر فی فضائل عمر رضی الله عنه
فضائل حضرت عمر رضی اللہ عنہ
مصنف
مفتی حافظ محمد داؤد رضوی حفظہ اللہ


قربانی کے احکام
مع عقیقہ کے مسائل
مفتی محمد داؤد رضوی


فضائل سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ
مع
صدیقی نظریات اہل سنت کی نجات
مصنف
مفتی حافظ محمد داؤد رضوی حفظہ اللہ


تعظیم قرآن
اور
مقدس اوراق کے احکام